



الأكاديمية الأردنية للدراسات والبحوث في اللغة العربية  
إدارة العلاقات العامة بالمسجد الحرام

# زاد الصائم

## توشه روز ه دار



تأليف

فهد بن يحيى العمارة  
قاضى اپيل كورٹ - مکه مکرمه

# زاد الصائم

توشہ روزہ دار

فہد بن محمد العماری

القاضي بمحكمة الاستئناف بمكة المكرمة

تالیف

فہد بن محمد العماری

قاضی اپیل کورٹ - مکہ مکرمہ

ترجمہ

محمد طاہر حنیف

داعی و مترجم مکتب دعوت و ارشاد بطحاء ریاض، سعودی عرب









## مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام و مرسلین عظام کے بعد اپنے بندوں کو جن بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان میں علماء کرام کی شخصیات ہیں جو حقیقت میں انبیاء کے وارث، ہدایت یافتہ، چمکتے ستارے اور روشن سیاروں کی مانند ہیں۔  
 ”اللہ کی دعوت کے جو حامی ہیں، اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔

اور جو حق کے معاون ہیں لوگ ان کو بھی اچھی طرح پہچانتے ہیں۔

آج اسلام کے خلاف جنگ اور اخلاق و عادات کو بگاڑنے والے طاقتور وسائل کے باوجود لوگوں کی دین کی جانب رغبت، اسلام کو مضبوطی سے پکڑنے کی جانب رجحان، دین کا دفاع، عبادت کو صحیح طریقہ پر انجام دینے کی خواہش، اور اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل، تقرب الی اللہ اور رضاء الہی و حصول جنت کی کوشش و سعی کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے، دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور سینوں میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے کہ ایسے بھی افراد ہیں جو نیک اور صاحب علم و عمل علماء کرام کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ اور ان کے علوم سے استفادہ



کرتے ہیں۔ ان سے سوال و استفسار کرتے ہیں۔ اور ان کے چشمہ فیض سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اہل علم کے جو صحیح اور سنت و دلیل کے قریب اقوال ہیں ان کو تلاش کرتے ہیں۔ ان کے عمل کو قبول کرتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے زمانے میں جس میں اختلاف کی کثرت ہے۔ ہر شخص عالم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ حالانکہ علم اس سے کوسوں دور ہے۔ ایسے بھی جاہل، متشکک، جھگڑالو، احمق قسم کے علم و ثقافت کے دعویدار ہیں جو دین کو عقل کی روشنی میں موازنہ کرنے کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ دین کی باریکیوں اور گہرائیوں سے نااہل ہیں۔ جب تک امت نے اکابر اور امانت دار علماء سے علم حاصل کیا وہ خیر و بھلائی پر قائم رہے۔ اور جب انھوں نے ہر ایرے غیرے کو اپنا مقتدی و پیشوا بنایا وہ ہلاک و برباد ہو گئے۔ جبکہ حق واضح اور روشن ہے اور باطل تہ بہ تہ تاریکیوں میں محصور ہے۔

مسلمان بھائیو!

آپ اس دنیا میں بہت سوں کو پائیں گے کہ وہ حصول دنیا کیلئے ایک

۱۔ بہت سے لوگ عالم، طالب علم، داعیہ، مقرر امام مسجد، موزن، قاری، جھاڑ پھونک کرنے والے اسلامی پروگرام پیش کرنے والے شریعت کالج کے طلبہ، اسلامی شاعر اور سوشل ایڈوائزر کے مابین فرق نہیں کرتے اور سب کو علم، ہنوی اور امت کی قیادت میں یکساں قرار دیتے ہیں۔

دوسرے سے مسابقہ آرائی کرتے ہیں۔ اور کوئی بھی موقع اس کے لئے ضائع نہیں کرتے بلکہ اس کے پیچھے دوڑ لگاتے ہیں۔ ان کے پاس جو بھی مادی اور معنوی وسائل ہوتے ہیں۔ یا تعلقات و سفارشیں ہوتی ہیں۔ سب کو اس کی خاطر جھونک دیتے ہیں۔ بلکہ جو لوگ دنیا کے بارے میں بے رغبتی رکھتے ہیں۔ ان کو وہ لوگ ملامت کرتے ہیں۔ ان پر بے وقوفی اور پاگل پن کا عیب لگاتے ہیں اور کہتے ہیں ایسے لوگ احمق ہیں۔ جبکہ وہ لوگ جو حصول دنیا کے لئے چالاکی کرتے ہیں۔ موقع سے فائدے اٹھاتے ہیں۔ اور اسی دنیا کے لئے بڑے بڑے پروجیکٹ شروع کرتے ہیں۔ ان کو ہوشیار اور ہوش مند سمجھتے ہیں۔ مگر غور کرنے کی بات ہے کہ کیا ایسے لوگ ہمیشگی والے گھر کو بہتر بنانے کے لئے اور آخرت میں کام آنے والے اعمال کی تیاری کر رہے ہیں؟ کیا اس بات کے لئے مطالعہ کر رہے ہیں کہ کس طرح ہماری آخرت سنور پائے گی؟ اس لئے آخرت کو کامیاب و کامران کرنے کے لئے ابھی موقع میسر ہے۔ اس کو غنیمت سمجھیں۔

کیا باپ اپنی اولاد کو یاد دوست اپنے دوست کو موقع گنوانے پر سرنش کرتا ہے؟ کیا موجودہ جدید وسائل اور ٹکنالوجی کو استعمال کر کے آخرت کے تعلق



سے ہم ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں؟ ایک دوسرے کو رسائل اور تو اصل  
اجتماعی کے ذریعہ آخرت کو سنوارنے کی تلقین کرتے ہیں جس طرح دنیا سنوارنے  
کے لئے نصیحت اور رہنمائی کرتے ہیں سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے۔  
جو لوگ اپنا پیسہ ادھر ادھر ضائع کرتے ہیں آپ کو ان کے بارے میں  
اندیشہ ہے۔ لیکن جو لوگ اپنا دین ضائع کر رہے ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی  
اندیشہ نہیں۔

بھائیو!

انسان کی پیدائش کے بعد اس کی بلوغت سے لیکر اس دنیا کو الوداع کہنے  
تک جو سب سے بڑا کام اور مشروع اس کی زندگی میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے  
ساتھ کیا ہو معاہدہ ہے۔ ایک مومن کا ہم و غم ہمیشہ اور ہر لمحہ، ہر وقت، اسی کے ارد  
گرد گردش کرتا ہے۔ اس کا دل ہمیشہ امید و بیم کی کیفیت میں دھڑکتا ہے۔ کوئی  
بھی تکلیف اور نقص و زیادتی اس کو پہنچتی ہے تو اس کا دل پریشان ہوتا ہے۔ کہ  
اس ڈیل میں کوئی کمی تو نہیں ہوگئی۔ اس لئے وہ از سر نو اس کی تجدید اور تصحیح کی  
کوشش کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس مشروع کا انجام سو مند ہے یا نقصان دہ۔

اس لئے وہ صبح و شام زبان و دل سے دعاء و ذکر میں لگا رہتا ہے کہ وہ کامیاب و کامران ہو۔ اس کو توفیق و کامیابی ملے۔ بسا اوقات وہ اسی رنج و غم میں کھانے پینے اور نیند بھر سونے سے بھی رک جاتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خائب و خاسر ہو جائے اور اس کو کامیابی و کامرانی اور فوز و فلاح نہ ملے۔ تقریباً یہی کیفیت دنیا کمانے والوں کی بھی ہوتی ہے۔ مگر مومنین کا معاملہ آخرت کے تعلق سے ہوتا ہے۔ انھیں دنیا کے خسارہ کا غم نہیں ہوتا بلکہ آخرت کی ناکامی کا اندیشہ ستائے رہتا ہے۔ کیونکہ جب انسان کیلئے دنیا اس کے دین کو باقی رکھے تو دنیا میں اس کو جو خسارہ ہوا ہے وہ کوئی خسارہ نہیں ہے۔

اس لئے اے میرے کاروباری بھائیو!

آخرت کے مشارع میں سے ایک بڑا مشروع چند دنوں کے بعد شروع ہونے جا رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک بڑی مفید تجارت ہے۔ جس کو ہر مومن خالص اور نیک نیت انسان انتہائی سعادت و خوش بختی کے ساتھ کر سکتا ہے۔ یہ روزے اور قیام کا مہینہ ہے۔ بھلائی اور فرماں برداری کا مہینہ ہے۔ اس میں آنسوؤں کی بارش ہوتی ہے۔ عبرت و نصیحت کا پھوار پڑتا ہے۔ اس میں

اجر و ثواب دو گنا ہو جاتا ہے۔ جہنم سے نجات، جنت کی بشارت اور رب کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔

یہ ایسا مہینہ ہے جس میں تزکیہ نفس، دلوں کو اللہ سے جوڑنے، اس کی خوشنودی کے راستہ پر چلنے، اس کی رحمت و خیرات کو سمیٹنے اور اس کی نوازشوں کو قبول کرنے کا وقت ہوتا ہے۔

یہ مہینہ خیرات و حسنات میں مسابقت کرنے، جلدی کرنے اور اس کے لئے دوڑ لگانے کا وقت ہے۔ یہ صبر و شکر، محنت و مشقت اور جدوجہد کا زمانہ ہے۔ یہ نیک و صالح، عابد و زاہد، متقی و پرہیزگار اور اللہ والوں کا مہینہ ہے اس لئے یہ کتنا خوبصورت اور خوشگوار، مبارک اور مقدس ایام ہیں جس میں روح کی بالیدگی، نفس کا تزکیہ، جسم اور دل کی صفائی، جنت کے اونچے درجات کا حصول اور جہنم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

تعب ہے ان سخت دل، غافل، جامد اور اللہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں پر جو اس ماہ مبارک میں وعظ و نصیحت اور مساجد میں جم غفیر کو دیکھنے کے باوجود اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور مساجد کا رخ نہیں کرتے۔ حالانکہ رب کریم کی



جانب انابت کے اسباب موجود ہیں۔ پھر بھی وہ اپنا وقت غلط اور بیکار چیزوں میں صرف کر دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان مقدس اور مبارک ساعات میں اللہ کی جانب اس کی عظیم کتاب کی جانب متوجہ ہونی چاہئے اور تقویٰ و اخلاص، سچی توبہ کے ذریعہ اپنے آپ کا محاسبہ کرنا چاہئے، گناہ و معصیت سے دور رہنا چاہئے تاکہ کامیابی و فلاح حاصل کریں اور جہنم سے محفوظ رہ سکیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَىٰ الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ (المائدہ: ۲) یعنی نیکی اور تقویٰ کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اور اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے، محبت و اخوت کے نقطہ نظر سے اور علم و بھلائی کی نشر و اشاعت میں مشارکت کی غرض سے میں نے روزے کے احکام پر یہ مختصر کتاب تحریر کی ہے۔ اور اس کا نام 'توشہ روزہ دار' رکھا ہے جو تقریباً دو سو مسائل پر مشتمل ہے۔

یہ ایک آسان فہم، چھوٹی اور مختصر کتاب ہے جس میں میں نے کوشش کی ہے کہ روزہ دار اپنا مقصود و مراد پالے۔ میں نے اسے احادیث کی کتابیں اس کی شروع اور اقوال صحابہ و تابعین اور چاروں ائمہ کے مذاہب کی روشنی میں جمع و ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ائمہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام

احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اور ان کے تابعین کو اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے  
جزاء خیر عطا فرمائے!۔

میں نے اس کتاب میں اللہ کی توفیق سے وہی مسئلہ اختیار کیا ہے جو دلیل  
سے ثابت ہو اور محققین علماء کرام کی تحقیق کے قریب ہو۔  
اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے۔

﴿فَإِن نَّزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النساء: ۵۹)  
”اگر تم کسی چیز میں اختلاف کر بیٹھو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو“

۱۔ قارئین کرام! کتاب میں آپ کو جگہ جگہ جمہور فقہاء کا کلمہ ملے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ مشہور و معروف چار  
مذہب فقہیہ ہیں۔ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور فقہی مسائل میں ان کے درمیان اختلافات بھی معروف  
ہیں۔ اس لئے ان میں سے دو یا تین اگر ایک کے خلاف متفق ہوں تو یہ جمہور ہیں۔ اور فقہاء کی جماعت  
سے مراد دو مذہب کے خلاف ایک یا دو مذہب کا اتفاق ہے۔ اور گروپ یا گروہ سے مراد چاروں مذہب  
کے علاوہ یا ایک ہی مسلک میں مختلف علماء کرام ہیں۔ مناسب ہے کہ ہمارے دل ان اختلافات کو قبول  
کرنے کے لئے وسیع اور کشادہ ہوں۔ اور سلیقہ اختلاف بھی ملحوظ رہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے درمیان  
مختلف فرقوں کے ماننے والوں کے درمیان تعصب و شدت نہیں ہونی چاہئے۔ ائمہ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ  
دلائل چھوڑ کر ان کے اقوال پر تعصب کریں بلکہ انھوں نے کہا ”جب صحیح حدیث مل جائے تو حدیث لے لو،  
اور میرا قول چھوڑ دو۔“

جو شخص مسئلہ میں مزید تفصیل دیکھنا چاہتا ہے، اسے علماء کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آخرت کے دن اللہ سے میرے لئے بہتر توشہ بنائے۔ قول و عمل میں لغزشوں اور غلطیوں سے اجتناب کی توفیق دے۔ اسے مفید و نافع بنائے اور قبولیت عطا کرے۔ وہی سب سے بہتر مسؤل و مرجع ہے۔

اسی طرح میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دنیاوی زندگی میں اسے نیک عمل شمار کرے اور آخرت میں میرے لئے، میرے والدین کیلئے اور گھر والوں کے لئے مغفرت کا سبب بنائے۔

اے روزہ دار بھائیو! میں اسلام کے شہر، نزول قرآن کی جگہ اور رسول گرامی ﷺ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ سے آپ سب کو سلام اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

حقیقت میں سلام دلوں کے کھولنے کی کنجی ہے اور دلوں کو جانے کا سب سے بہترین راستہ ہے۔ اور علم و ذکر و کتاب کے ذریعہ رابطہ کتنا اچھا رابطہ ہے



بلکہ ایک مسلمان کا اپنے بھائی کے لئے سب سے بہتر ہدیہ اور تحفہ وہ کلمہ اور نصیحت ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اور اس سے برائی کو دور کر دیتا ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین



اول: روزہ کی شروط، واجبات اور غیر روزہ دار

## کے احکام سے متعلق مسائل

(۱) ہر عاقل، بالغ، صاحب قدرت، مقیم اور اسباب سے خالی (جیسے حیض و نفاس) مسلمان پر روزہ واجب ہے۔

(۲) جس نے روزہ کے وجوب کا انکار کر کے اسے چھوڑ دیا وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ اسلام کے ایک رکن کا منکر ہو گیا، اور جس نے اسے غفلت اور سستی کی وجہ سے چھوڑ دیا وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر کے بڑے خطرہ سے دوچار ہو گیا۔

(۳) جب ماہ رمضان میں کافر مسلمان ہو جائے اور بچہ بالغ ہو جائے تو بالاتفاق مہینہ کے باقی دنوں میں ان کو روزہ رکھنا اور گزشتہ دنوں کا قضا کرنا ضروری ہے۔

(۴) جب رمضان کے دنوں میں کافر مسلمان ہو جائے اور بچہ بالغ ہو جائے تو بغیر کھائے پئے وہ دن بھر رکار ہے۔ اس دن کی قضا نہیں کرے گا۔ فقہاء کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔ اس لئے کہ کافر کے بارے میں اسلام کی شرط موجود ہے۔ اور بچہ کے بارے میں مکلف ہونے کی شرط پائی جا رہی ہے۔

(۵) رمضان شروع ہونے سے ایک دن قبل روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ قضا روزہ رکھ رہا ہے یا پیر اور جمعرات کے روزہ رکھنے کا عادی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

”رمضان سے قبل تم میں سے کوئی ایک روزہ یا دو روزہ نہ رکھے، ہاں کوئی شخص اپنا روزہ رکھ رہا تھا تو وہ اس دن کا روزہ رکھے۔“ (۱)

(۶) ہر ملک اور شہر والے ماہ رمضان کے شروع اور ختم ہونے میں اپنے یہاں کی رویت کا اعتبار کریں گے۔ اگر ان کی مخصوص رویت نہ ہو تو اپنے قریب کسی اسلامی شہر یا ملک کی رویت کا اعتبار کریں گے۔ ایک شہر یا ملک میں رہنے والے تمام مسلمانوں کیلئے مناسب ہے کہ وہ اس مسئلہ میں اختلاف نہ کریں۔ اسلئے کہ ایک ہی دن روزہ رکھنے اور کھولنے پر اتفاق کی وجہ سے شریعت کے عظیم مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد حاصل ہو جاتا ہے، بلکہ ایسے مسئلے میں جس میں اختلاف کی گنجائش کا احتمال ہے۔ راجح قول پر عمل کرنے سے جس میں افتراق و انتشار ہو

(۱) بخاری (۱۹۱۴) مسلم (۱۰۸۲)



مرجوح قول پر عمل کرنا جس میں اتحاد و اتفاق مقصود ہو عمل کر لینا زیادہ بہتر ہے۔  
 (۷) فرض روزہ کیلئے رات میں روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے۔ نبی ﷺ فرماتے  
 ہیں:

”جس نے فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔“

علماء کرام کے اقوال میں سے راجح قول کے مطابق ابتداء ماہ میں ایک بار نیت کر لینا کافی ہے۔ ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے جیسے مرض یا سفر کی بنا پر افطار کی نوبت آجائے تو دوبارہ روزہ شروع کرتے وقت پھر سے نیت کرنی ہوگی۔ اہل علم کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔ البتہ جمہور فقہاء کے نزدیک ہر رات نیت کرنی واجب ہے۔ مگر درست قول اول ہی ہے۔ اس لئے کہ ہر روزہ دار ابتداء مہینہ میں ہی پورے ماہ کے روزہ کی نیت کر لیتا ہے۔ تو یہ نیت ہر دن کیلئے حکماً واقع ہوگئی اگرچہ حقیقت نہیں ہوئی۔

(۸) نیت کا مقام دل ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت یا عمل صحابہؓ سے نیت کے الفاظ کو ادا کرنا نہ تو شرط ہے اور نہ مشروع۔

۱۔ نسائی (۲۳۳۱) بیہقی، دارقطنی، خطابی اور ابن جوزی نے اسے مرفوعاً صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی و ابو حاتم نے متوفناً صحیح کہا ہے۔

۹) جمہور فقہاء کے نزدیک نفلی روزوں کے لئے دن یارات کے کسی بھی حصہ میں نیت کر لینا درست ہے۔ جب کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے وارد ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ”ایک دن نبی ﷺ (گھر میں) تشریف لائے اور فرمایا ”تم لوگوں کے پاس کچھ کھانے کو ہے“ ہم نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا ”تب میں روزے سے ہوں“<sup>۱</sup>

۱۰) نفلی روزوں کا ثواب نیت کے حساب سے ہوگا۔ کیونکہ عمل کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ اور یہی فقہاء کی ایک جماعت کا خیال ہے۔

۱۱) سحری کھانا یارات کا کھانا کھانا روزہ رکھنے کی نیت پر دلیل ہے۔ اس لئے کہ انسان روزہ رکھنے کے لئے سحری کھاتا ہے۔ اور پوری رات روزہ کی نیت کا وقت ہے۔

۱۲) بیہوش انسان کی دو حالتیں ہیں۔

(الف) جو آدمی دن کے ایک حصہ میں بیہوش ہو جائے، اس کا روزہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ اس نے عبادت کو وقت پر پورا کر لیا اور یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے۔

۱۔ مسلم (۱۱۵۳)

(ب) جو شخص فجر سے پہلے بیہوش ہو جائے اور آفتاب غروب ہونے تک بیہوش رہے تو اس نے نیت کی ہو یا نہیں اس کا روزہ درست نہیں۔ اس لئے کہ روزہ کے وقت وہ ہوش و حواس میں نہیں تھا۔ یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔ اور اس مسئلے پر ٹریفک حادثات و مریض کے آپریشن وغیرہ کے مسائل بھی مرتب ہوتے ہیں۔

(۱۳) جو شخص پورا رمضان بیہوش رہا اور رمضان بعد ہوش میں آیا تو چاروں اماموں کی آراء کے مطابق اس پر قضا واجب ہے۔ اس لئے کہ وہ مسلسل بیمار رہا جس کی قضا ضروری ہے۔

(۱۴) عمر دراز اور وہ مریض جو نہ تو روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے اور نہ قضا کر سکتا ہے۔ وہ روزانہ ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلائے گا۔ کھانا پکا ہو یا بغیر پکا۔ علماء کے صحیح قول کے مطابق اس کی کوئی تحدید نہیں ہے۔ اور جب تحدید کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں تو عرف عام کا اعتبار ہوگا۔ بعض مفسرین کا یہی خیال ہے۔ اور جمہور فقہاء کے نزدیک نص شرعی کا احترام کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے غلہ نکالا جائے گا نقدی نہیں۔ بعض صحابہ جیسے حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے یہی ثابت ہے۔



۱۵) جمہور فقہاء کے مذاہب کے مطابق نص قرآنی کی وجہ سے مصاریف زکوٰۃ میں جو آٹھ قسم کے افراد ہیں ان میں صرف فقراء اور مساکین کو روزہ کا فدیہ دیا جائے گا۔

۱۶) روزہ رکھنے سے عاجز شخص اگر سفر کرے تو علماء کے راجح قول کی روشنی میں اس سے فدیہ طعام ساقط نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

۱۷) رمضان سے پہلے مسکین کو فدیہ کا کھانا دے دینا یا کھلا دینا بالاتفاق درست نہیں ہے۔ اور نہ رمضان کے شروع میں ہی پورے رمضان کا فدیہ نکال دینا صحیح ہے۔ اسی طرح جس دن کا فدیہ دینا ہے اس دن سے پہلے اس کو دینا درست نہیں۔ کیونکہ کفارہ کو سبب سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں البتہ جس دن کا کفارہ ہے اس دن کے بعد ادا کر سکتے ہیں۔

### مسئلہ:

اگر روزانہ مسکین کو کھانا کھلا دے۔ یا اس دن کے بعد یا مہینہ کے اخیر میں یا دوسرے مہینہ میں تو یہ سب درست ہے۔

۱۸) جو شخص فدیہ ادا کرنے سے عاجز ہو اس سے فدیہ ساقط نہیں ہوتا ہے بلکہ

استطاعت تک اس کے ذمہ باقی رہتا ہے۔ اگر وہ مستطیع ہونے سے پہلے وفات پا گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔ یہی فقہاء کی جماعت کا مذہب ہے۔  
 (۱۹) جمہور فقہاء کے نزدیک فدیہ ادا کرنے سے عاجز شخص کی جانب سے اس کی اجازت سے صدقہ کر دینا درست ہے۔

(۲۰) کوئی فدیہ ادا کرنے کے بعد جب روزہ رکھنے پر قادر ہو جائے تو کیا اس کو قضا روزہ رکھنا لازم ہے؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر وہ اس دن روزہ رکھنے پر قادر ہو جائے جس دن فدیہ ادا کیا تھا تو قضا روزہ رکھنا لازم نہیں۔ کیونکہ روزہ رکھتے وقت وہ فدیہ دینے کا مکلف تھا جسے اس نے ادا کر دیا۔ یہ جمہور فقہاء کی رائے ہے۔

دوسری: اگر فدیہ وقت سے پہلے ادا کر دیا پھر روزہ رکھنے پر قادر ہو گیا تو روزہ رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ علماء کرام کے راجح قول کی روشنی میں کفارہ روزانہ ادا کر دیا جائے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

(۲۱) اگر فدیہ ادا کرنے میں تاخیر کر دی ہے اور روزہ رکھنے پر قادر ہو گیا ہے تو روزہ رکھنا لازم ہے۔ کیونکہ بدل شروع کرنے سے قبل ہی وہ قادر ہو گیا ہے۔

(۲۲) اگر مہینہ کے درمیان اس کو روزہ رکھنے کی قدرت حاصل ہوگئی ہے۔ تو عذر ختم ہونے کی وجہ سے باقی دنوں کے روزے رکھے گا۔

(۲۳) زیادہ عمر دراز شخص جس کی عقل مفقود ہو، اسے اپنے ارد گرد کی خبر نہ ہو اور اکثر اوقات وہ مفقود العقل ہو۔ اس پر نہ روزہ ہے اور نہ فدیہ اس لئے کہ وہ غیر مکلف ہے۔ اور تکلیف احکام میں اہم شے عقل کا ہونا ہے۔

(۲۴) وہ امراض کیسے ہیں جن کی وجہ سے روزہ توڑنا مباح ہے؟  
ایسے امراض جن میں روزہ رکھنا دشوار ہو یا روزوں کی وجہ سے ان میں اضافہ ہو جائے یا روزوں کی وجہ سے ان کی شفایابی میں تاخیر کا اندیشہ ہو۔ تو ان میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

(۲۵) مریضوں کی اقسام:

اول: ایسے مریض جنکو مرض سے شفایابی کی امید ہے وہ روزہ نہ رکھیں گے اور بعد میں قضا کریں گے۔

دوم: ایسے مریض جنکی شفایابی کی امید نہیں وہ روزہ نہ رکھیں گے اور فدیہ کے طور پر مسکین کو کھانا کھلائیں گے۔



سوم: جس کے مرض کا حال معلوم نہیں۔ اس بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھے گا اور شفا یابی تک انتظار کریگا، پھر قضا کریگا۔ لیکن اگر اس کی وفات ہو جائے تو اس بارے میں حکم قضاء کے احکام کے بیان میں آگے آ رہا ہے۔  
(۲۶) مشقت اور دشواری کی قسمیں:

(۱) قابل برداشت، معمولی اور نارمل تکلیف جیسے سردی، دانت درد وغیرہ ہو تو روزہ توڑ دینا مباح نہیں۔

(ب) ناقابل برداشت اور غیر معمولی تکلیف ہو تو روزہ توڑ دینا چاہئے۔  
(۲۷) نفسیاتی مریضوں کے کئی احوال ہیں:

(اول) اگر وہ زیر علاج زندگی گزار رہا ہے، اور روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس کا حکم اس بیمار کا سا ہے جسکے شفا یاب ہونے کی امید نہیں۔

(دوم) اگر اسکو وقتاً فوقتاً نفسیاتی دورے آتے ہیں تو اس کے لئے روزہ رکھنا واجب ہے۔ جب علاج کی ضرورت ہو تو روزہ نہیں رکھے گا بعد میں قضا کریگا۔

(سوم) اگر وہ بیہوش ہو جائے تو اس کا حکم بیہوش کا حکم ہوگا جس کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے۔

- (چہارم) اگر وہ علاج لیکر دن بھر سوتا رہے تو منفقہ طور پر اس کا روزہ صحیح ہوگا۔
- (پنجم) اگر نفسیاتی مریض کی حالت پاگلوں کی طرح ہے، یا انتہائی بونے پن کا شکار ہے یا آئزم (اکیلا پن) کا مریض ہے، تو اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔
- (ا) اگر وہ مفقود العقل ہے، کسی چیز کی تمیز نہیں کر سکتا اور اس کی شفایابی کی توقع بھی نہیں تو وہ غیر مکلف ہے۔ اس پر نہ تو قضا ہے اور نہ کفارہ۔
- (ب) اگر صاحب عقل ہے، اشیاء کے مابین تمیز بھی کر سکتا ہے تو اس پر روزہ واجب ہے۔ اگر طاقت نہیں رکھتا تو اس کی جانب سے فدۃ دیا جائے گا۔
- (ج) اگر مفقود العقل تھا لیکن ماہ رمضان کے درمیان شفایاب ہو گیا تو گزرے دنوں کے روزے نہیں رکھے گا البتہ باقی دنوں کے روزے رکھے گا اسلئے کہ اس کا ہوش و حواس لوٹ آیا ہے۔ فقہاء کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے۔
- (د) اگر پورا مہینہ وہ ہوش و حواس سے بیگانہ رہا تو جمہور فقہاء کے نزدیک مکلف نہ ہونے کی وجہ سے اس پر قضا نہیں ہے۔
- (ه) اگر روزانہ مفقود العقل ہو جاتا ہے، تو نہ تو اس پر روزہ لازم ہے، اور نہ اس کا روزہ صحیح ہے، اس لئے کہ وہ مکلف نہیں۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

اور فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک اس پر قضا بھی لازم نہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

(و) اور اگر وہ کسی دن شفا یاب ہو گیا تو اس دن کا روزہ اس پر لازم ہے۔ اس لئے کہ وہ مکلف ہو گیا مگر قضا لازم نہیں۔ جیسا کہ بعض فقہاء کی رائے ہے۔

(۲۸) حاملہ اور رضاعت والی خواتین کے تین احوال ہیں۔

اول: اگر ان کے لئے روزہ رکھنا دشوار ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں گی اور دوسرے دنوں میں قضا کریں گی لیکن فدیہ نہیں دیں گی۔ یہ ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔

دوم: اگر انھیں شکم مادر میں موجود بچہ یا دودھ پیتے بچے کا کوئی اندیشہ ہو تو علماء کے راجح قول کے مطابق روزہ نہیں رکھیں گی بلکہ قضا کریں گی یہی بعض تابعین اور کچھ فقہاء کی رائے ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

(البقرة: ۱۸۵)

”تم میں سے جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں فوت شدہ روزوں

کی تعداد پوری کرے،<sup>۱</sup>

اور یہ جو بعض صحابہ جیسے ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وارد ہے کہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے<sup>۲</sup>۔

تو اس کا درج ذیل جواب دیا گیا ہے۔

کہ وہ استحباب پر محمول ہے۔ یا نض کے مقابلے میں اجتہاد ہے۔ یا قضا واجب ہونے کے ساتھ کھانا بھی کھلانا ہوگا۔ کیونکہ قضا کو ختم کرنے کے لئے کسی واضح صریح اور ظاہری دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہاں اصل قضاء ہے۔ اور اصل کسی قابل احتمال دلیل کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی خاص طور پر اس مسئلے میں کہ روزہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ صرف فدیہ ادا کرنا ہے۔ تو یہ امر صحابہ کے درمیان معروف ہوتا۔ اور بغیر کسی احتمال والتباس کے ہم تک منقول ہوتا۔

چونکہ یہ مسئلہ عامۃ الناس سے متعلق ہے اسلئے اختلاف سے اجتناب کرتے ہوئے بہتر ہے کہ قضاء کے ساتھ فدیہ ادا کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ

۱۔ البقرہ: ۱۸۵۔ ۲۔ اس روایت کو دارقطنی نے (۲۳۸۲) اور (۲۳۸۸) پر صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔



بن عمر اور بعض تابعین جیسے مجاہد، حسن اور امام نخعی کی یہی رائے ہے۔  
سوم: اگر انہیں اپنی جان اور بچوں کی جان کا خوف ہو تو ان دنوں کا حکم بھی صحیح  
قول کے مطابق دوسری قسم کی طرح ہے۔

• یہاں فدیہ ادا کرنے کے احکام ان کے لئے ہیں جو روزہ رکھنے سے عاجز ہیں۔  
☆ راجح قول کی روشنی میں پیدا شدہ بچے یا شکم مادر میں موجود بچوں کی تعداد ایک  
سے زیادہ ہونے کی وجہ سے فدیہ متعدد نہیں ہوگا۔ اسلئے کہ فدیہ طعام روزہ کا بدل  
ہے۔

☆ راجح قول کے مطابق باپ پر فدیہ لازم ہے۔ ماں پر نہیں اسلئے کہ ماں کے  
خرچ کا باپ ذمہ دار ہے۔

(۲۹) جب شکم مادر میں موجود بچے اور شیر خوار بچے کی مصلحت کی وجہ سے حاملہ اور  
دودھ پلانے والی خواتین کو روزہ نہ رکھنے کا حکم ہے تو یہی حکم ان لوگوں کے لئے  
بھی ہوگا جو کسی ڈوبتے کو یا مریض وغیرہ کو بچانے کے لئے روزہ توڑ دیتے ہیں۔  
فقہاء ایک جماعت کی یہی رائے ہے۔

(۳۰) جو لوگ کسی دوسرے کی مصلحت کی خاطر روزہ کھول دیتے ہیں ان کے لئے

علماء کے اقوال میں سے راجح قول یہ ہے کہ وہ روزہ توڑنے کے بعد بقیہ دن کھانے پینے سے رکے نہیں رہیں گے۔ کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور بقیہ دن رکے رہنے کی دلیل ضعیف ہے۔

(۳۱) جب کوئی خاتون دن کے درمیان حیض سے پاک ہو جائے تو علماء کرام کے راجح قول کی روشنی میں اس کیلئے دن کے بقیہ وقت تک کھانے سے رکے رہنا ضروری نہیں ہے۔ یہی فقہاء کی ایک جماعت کا خیال ہے جیسا کہ سابق مسئلہ میں بیان ہوا۔

(۳۲) جمہور فقہاء کے نزدیک اگر خاتون فجر سے پہلے پاک ہو جائے اور فجر کے بعد غسل کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۳۳) جس خاتون کو علم ہو کہ اس کا حیض رک رک کرتا ہے۔ اور آنے کا احتمال ہے۔ تو وہ روزہ توڑنے کی نیت نہیں کرے گی۔ اور نہ روزہ کی نیت ختم کرے گی اگر وہ نیند سے اٹھنے کے بعد حیض دیکھے گی تو روزہ توڑ دے گی ورنہ روزہ مکمل کرے گی۔

(۳۴) مستحاضہ خاتون بالاتفاق نماز روزوں سے نہیں رکے گی اس بارے میں

دلائل مشہور و معروف ہیں۔

(۳۵) خواتین کے نزدیک ٹیالے اور پیلے مادے کے کئی احوال ہیں۔

۱۔ اگر وہ حیض کے وقت سے پہلے ہوں تو اس صورت میں وہ روزہ نہیں توڑیں گی۔

۲۔ حیض کے وقت کے گندلا پن کا حکم حیض کا ہوگا۔

۳۔ حیض کے اخیر وقت اور طہارت سے پہلے کے گندلا پن کا حکم حیض کا ہوگا۔

۴۔ طہارت کے بعد اگر گندلا پن ہو تو اس حالت میں وہ روزہ نہیں توڑیں گی۔

جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:

”ہم لوگ طہارت کے بعد گندلا پن اور پیلا پن مادے کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔“<sup>۱</sup>

(۳۶) غوطہ خور اور تیراکی کے مقابلے میں حصہ لینے والوں کے روزوں کے

بارے میں دو حالتیں ہیں۔

(۱) اگر گمان غالب ہو کہ منہ یا ناک کے ذریعہ پانی اس کے معدہ میں نہیں

جائیگا۔ وہ اچھی تیراکی جانتا ہو اس طرح کہ اس کے روزہ کی حفاظت کی ضمانت

۱۔ ابوداؤد (۳۰۷) اس کی اصل بخاری میں ہے۔ مگر اس میں ”طہر“ کا ذکر نہیں ہے۔

ہو تو اس کے لئے مذکورہ عمل جائز ہے۔ اور اس کا حکم ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے والے کے حکم میں ہوگا۔ یہی ائمہ اربعہ کا خیال ہے۔

(ب) اور اگر ظن غالب ہو کہ تیرا کی یا غوطہ خوری کی وجہ سے پانی اس کے شکم میں چلا جائیگا تو اس صورت میں یہ عمل کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور رمضان کے مہینہ میں اس کیلئے تیرا کی کرنا یا غوطہ خوری کرنا حرام ہے۔ گویا کہ وہ قصداً روزہ توڑنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اور اپنے روزہ کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔

(۳۷) اگر وہ شخص تیرا کی کے لئے گیا اور غیر ارادی طور پر پانی نگل گیا تو علماء کرام کے راجح قول کے مطابق اس کا روزہ صحیح ہے۔ اور فقہاء کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے۔



## دوم: سحری اور افطار سے متعلق مسائل

تنبیہ: بہت سے لوگ جب فجر سے قبل بیدار ہوتے ہیں تو تاکید کر لینے کی سہولت کے باوجود بغیر تحقیق کئے وہ فوراً کھانا پینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے تحقیق کر لیں۔

(۳۸) سحری اور افطار کے سلسلے میں جدید وسائل و ذرائع پر اعتماد کرنے کے سلسلے میں دو احوال ہیں۔

۱۔ جب وسیلہ و ذریعہ مضبوط اور متحقق ہو۔ جیسے موبائل، ٹیلیویشن اور براہ راست ریڈیو کی خبر وغیرہ۔ اور ان کا وقت مضبوط ہو تو قابل اعتماد موزن کی اذان پر قیاس کرتے ہوئے، مذکورہ وسائل پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

۲۔ جب وسیلہ و ذریعہ غیر متحقق اور مضبوط نہ ہو۔ جیسے ایسا موبائل جس کی ٹائمنگ صحیح نہ ہو۔ یا ریڈیو، ٹیلیویشن میں ٹیپ شدہ اذان وغیرہ تو غیر معتمد موزن کی اذان پر قیاس کرتے ہوئے مذکورہ وسائل کے اعلان پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: جب براہ راست اذان کی طرح دیگر وسیلہ سے وقت کی معرفت مشکل ہو جائے تو موبائل وغیرہ میں جو پروگرام نصب کئے جاتے ہیں ان پر اعتماد کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ موبائل بنانے والی کمپنیاں اپنی ثقاہت اور قابل اعتماد بناوٹ میں معروف ہوں۔ اسی طرح موثوق تقویم سے وہ پروگرام موافق ہوں۔ اور موبائل یا دیگر مشین میں موجود پروگرام کی سلامتی کا یقین ہو۔

(۳۹) جب موزن اذان دے رہا ہو اس وقت کھانا یا پانی پینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اذان کے وقت رک جانا چاہئے۔

رہی وہ حدیث کہ ”جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور کھانے پینے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہے تو اسے نہ رکھے جب تک کہ وہ اس سے اپنی ضرورت پوری نہ کرے۔“

تو اس کا جواب درج ذیل ہے۔

(الف) یہ روایت نبی ﷺ سے مرفوعاً درست نہیں ہے۔

(ب) اگر حدیث صحیح ہو تو ہو سکتا ہے کہ یہ حکم ابتداء امر میں تھا۔ یا اس شخص کے

۱۔ مسند احمد (۹۴۷۴) ابوداؤد (۲۳۵۰) بیان الوهم والابھام (۲۸۲/۲) علل الحدیث لابن ابی حاتم (۲۳۵/۲) اسنن الکبریٰ للبیہقی (۳۶۸/۴)

بارے میں تھا جو وقت نہیں جانتا تھا اور اچانک اذان ہو گئی، یا اس کو وقت کے بارے میں شک و شبہ تھا۔

لیکن جو شخص وقت جانتا ہے اور اذان سن رہا ہے پھر بھی کھاپی رہا ہے تو اس پر حدیث منطبق نہیں ہوگی۔

کیونکہ جب دلیل میں احتمال پیدا ہو جاتا ہے تو اس سے استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔ اور یہ دلیل صحت اور معنی کے اعتبار سے متشابہ اور مشکوک کے قبیل سے ہے۔ اسلئے صحت اور معنی کے اعتبار سے محکم اور مضبوط دلیل پر مقدم نہیں ہو سکتی اور نہ شک یقین پر مقدم ہو سکتا ہے۔

اور محکم دلیل نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”بلال رات میں اذان دیتے ہیں تو کھاؤ پیو تا آنکہ عبداللہ ابن کلثوم اذان دیں۔“<sup>۱</sup>

(۴۰) جس نے یہ یگان کرتے ہوئے کھایا اور پیا کہ رات باقی ہے۔ مگر معلوم ہوا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

۱۔ بخاری (۲۶۵۶) مسلم (۱۰۹۲)

اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

۱۔ عبداللہ ابن مسعود، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما اور چاروں ائمہ کے اقوال ہیں کہ اسے کھانے پینے سے رکے رہنا چاہئے اور اس پر قضاء ہے۔

۲۔ اس کا روزہ صحیح ہے اور اس پر قضا بھی نہیں۔ یہ مجاہد اور حسن بصری وغیرہ کا قول ہے۔ مگر پہلا قول زیادہ بہتر ہے۔ خاص طور پر آج کل کے زمانے میں کہ جس میں وقت کی معرفت نہایت آسان ہے اور یہ کوتاہی صرف بعض لوگوں کی جانب سے ہوتی ہے جیسا کہ پہلے تنبیہ ہو چکی ہے۔ لیکن جو شخص کوتاہی نہیں کرتا اس کا روزہ صحیح ہے۔ جیسا کہ سہل بن سعد کی روایت میں ہے کہ ”آیت کریمہ:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۗ﴾

(البقرة: ۱۸۷)

”کھاؤ پیو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔“ نازل ہوئی اور لفظ من الفجر نہیں نازل ہوا تو لوگ جب روزے کا ارادہ کرتے تو اپنے پاؤں میں سیاہ اور سفید دھاگہ باندھ لیتے اور کھاتے پیتے رہتے یہاں تک

۱۔ تفسیر سنن سعید ابن منصور (۲۷۹) (۲۸۱)



سفید اور سیاہ کا دیکھنا واضح ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد لفظ ”من الفجر“ نازل فرمایا۔ پھر معلوم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن کا فرق ہے۔ تو ان کی ناواقفیت کی بنا پر ان پر قضا لازم نہیں ہوا۔

(۴۱) جس کو سورج غروب ہونے میں شک تھا اور معاملہ واضح نہیں تھا پھر بھی اس نے کھالیا اسے بغیر کسی اختلاف کے متفقہ طور پر قضا کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ شک کی بنیاد پر روزہ کھول دینا جائز نہیں ہے۔

(۴۲) جس کو غروب شمس کے بارے میں شک تھا مگر یہ واضح ہو گیا کہ اس نے غروب کے بعد کھایا ہے تو بغیر کسی اختلاف کے اس پر قضا لازم نہیں ہے۔

(۴۳) جس نے یہ گمان کر کے کھالیا کہ سورج غروب ہو گیا ہے، مگر واضح ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا، اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا وہ قضا کرے گا یا نہیں؟

پہلا قول: ائمہ اربعہ کے نزدیک اس پر قضا واجب ہے۔

دوسرا قول: حسن، عطا اور بعض فقہاء کے نزدیک اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

۱۔ بخاری (۱۹۱۶) مسلم (۱۰۹)

بہتر اور مناسب ہے کہ وہ قضا کرے، اس لئے کہ دلائل میں بظاہر اختلاف ہے، اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں بادل والے دن ہم نے روزہ کھول لیا، پھر سورج نکل آیا۔“ ہشام (راوی) سے پوچھا گیا کہ انھیں قضا کا حکم دیا گیا؟ انھوں نے کہا کہ قضا ضروری ہے۔ اور معمر نے کہا کہ میں نے ہشام کو کہتے ہوئے سنا کہ ”مجھے نہیں معلوم انھوں نے روزہ قضا کیا یا نہیں۔“

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قضا کے بارے میں روایتیں مختلف ہیں، مگر اکثر راوی قضا کو بیان کرتے ہیں۔

اس لئے احتیاط اور سلامتی قضا میں ہے۔ خاص طور پر ہمارے اس زمانے میں اوقات کے تعین میں سہولت کی وجہ سے قضا ہی بہتر ہے۔  
تنبیہ: شک اور ظن (گمان) میں فرق۔

شک کہتے ہیں کسی دو معاملے کا برابر ہونا اور ان دونوں کے بارے میں کسی ایک کے غالب احتمال کے بارے میں دلیل اور علامت نہ ہونا۔  
ظن (گمان) کہتے ہیں، دو احتمالات میں سے کسی ایک احتمال کو بغیر یقین کے

کسی دلیل، علامت یا نشانی کی وجہ سے ترجیح دینا۔

(۴۴) جس ملک یا شہر میں رات و دن پایا جاتا ہے۔ وہاں بغیر کسی اختلاف کے پورا دن خواہ دن طویل ہو، روزہ رکھنا لازم ہے۔ اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”جب رات یہاں سے آئے اور دن یہاں سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرے۔“

اسی پر تمام زمانوں کے علماء کا فتویٰ ہے۔

اور جب کسی شخص کو دن طویل ہونے کی وجہ سے اپنی جان پر ضرر کا خوف ہو تو عذر کی بنا پر اس کیلئے روزہ توڑنا جائز ہے۔ پھر وہ بعد میں قضا کرے گا مگر شرط یہ ہے کہ اس معاملے میں تساہلی نہ ہو۔

(۴۵) وہ شہر یا ملک جہاں رات و دن میں فرق اور تمیز نہیں ہوتا ہے۔ جیسے چوہیس گھنٹہ دن یا چوبیس گھنٹہ رات ہوتی ہے، تو اس صورت میں رات و دن کا اندازہ کیا جائے گا یا قریب ترین شہر یا ملک جہاں معمول کے مطابق رات و دن ہوتے ہیں اس کی پیروی کی جائے گی۔

۱۔ بخاری (۱۹۵۴) مسلم (۱۱۰۰)

## سوم: روزہ توڑنے والے مستقل اور عارضی امور

اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے اوپر رحم فرمائے یہ بات سمجھ لیجئے کہ موجودہ زمانے میں روزہ توڑنے والے امور میں میں نے درج ذیل قواعد و اصول کو اپنایا ہے۔

پہلی اصل یا پہلا قاعدہ:

ہر سائل مادہ جو عام طریقے سے منہ یا ناک کے ذریعہ معدہ تک پہنچے۔ خواہ وہ غذا کے لئے ہو یا نہ ہو وہ روزہ توڑ دیتا ہے۔

دوسری اصل یا قاعدہ:

جسم میں داخل ہونے والا ہر وہ مادہ جو غذا یا تقویت کے لئے غیر معتاد طریقے سے جسم میں جائے وہ روزہ خراب کر دیتا ہے۔

(۴۶) منہ اور ناک وغیرہ کے راستے کھانے پینے والی اور دیگر روزہ توڑنے والی چیزیں بالاجماع روزہ توڑ دیتی ہیں۔

(۴۷) بالاجماع حیض اور نفاس (زچگی کے مراحل) کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۴۸) قصداً قے کرنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور بغیر قصد کے قے کی



وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔ اور اس بارے میں اجماع بیان کیا گیا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

”روزہ کی حالت میں جسے قے آجائے اس پر قضا نہیں ہے، لیکن جو جان بوجھ کر قے کرے وہ قضا کرے گا۔“

(۵۰) ائمہ اربعہ اور عام اہل علم کے نزدیک سگریٹ نوشی کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسلئے کہ یہاں قصداً و عمداً پیٹ میں ایک مادہ کو داخل کرنا ہے۔

(۵۱) زبان کے نیچے امراض قلب کے لئے جو گولیاں رکھی جاتی ہیں ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر ان کو قصداً معدہ تک لے جایا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ان کا کچھ حصہ غفلت میں چلا جائے تو روزہ صحیح ہے۔

(۵۲) قطروں (ڈراپس) کی قسمیں:

(الف) آنکھ اور کان میں دوا (ڈراپس) ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسلئے کہ وہ معدہ تک نہیں پہنچتی۔ اور اگر اس کا کچھ حصہ غیر ارادی طور پر چلا جائے تو روزہ صحیح

۱۔ ابوداؤد (۲۳۸۰) ترمذی (۷۲۰) امام احمد بن حنبل نے مسائل ابوداؤد ص ۳۸۷ میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

ہے۔ جیسے وضو میں کلی کرتے وقت یا ناک میں پانی چڑھاتے وقت کبھی ہو جاتا ہے۔ فقہاء کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔

(ب) اگر ناک میں ڈالنے والی دوا کا کچھ حصہ قصداً معدہ میں چلا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔ لیکن غیر ارادی طور پر کچھ چلا جائے جیسے کلی کرتے وقت یا ناک میں پانی ڈالتے وقت ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں روزہ صحیح ہے۔

(۵۳) آکسیجن اور سانس کے لئے بھاپ لینے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی: اگر یہ آکسیجن خشک یا تر مادے کو شامل نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ وہ کھانا نہیں ہے۔

دوسری: اگر یہ آکسیجن خشک یا تر مادے کو شامل ہو تو اسے معدہ تک پہنچنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر غیر ارادی طور پر اس کا کچھ حصہ معدہ تک چلا جائے تو کلی اور ناک میں پانی ڈالنے پر قیاس کرتے ہوئے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۵۴) انجکشن لینے کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

(الف) اگر انجکشن طاقت کیلئے یا غذا کے لئے ہو تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کھانے پینے کے مقام پر ہے۔

(ب) اگر انجکشن صرف علاج کیلئے ہو تو کھانے پینے کی جگہ پر نہ ہونے کی وجہ سے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(ج) اگر انجکشن صرف خوبصورتی اور تجمیل کے لئے ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: الٹراساؤنڈ یا ڈیجیٹل ایکسرے یا رنگین ایکسرے کیلئے استعمال کی جانے والی دوا کا انجکشن جو رحم کی جانچ کیلئے استعمال ہوتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ وہ کھانے پینے کی جگہ پر نہیں ہے۔

(۵۵) گردہ کی صفائی (ڈیالوسیس) اپنی دونوں قسموں کے ساتھ اگر خون کے ساتھ تقویت اور گلوکوز وغیرہ والے مادے پر مشتمل ہو تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر صرف خون صاف کرنے والے مادہ پر شامل ہو، اس میں کوئی اضافہ نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف خون جسم میں داخل ہونے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ میں چونکہ احتمال ہے اس لئے بہتر ہے کہ اس عمل کورات تک ملتوی کر دیا جائے۔

(۵۶) کسی چیز کے پیشاب یا پاخانہ کے راستے میں داخل ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مجمع فقہی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۵۷) دانت کا معجون (Paste) استعمال کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔

(۵۸) چیونگم استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جانتا ہے۔ اسلئے کہ وہ میٹھے مواد اور پھل کے ذائقہ کے علاوہ فطری اور غیر فطری کیمیائی مواد پر مشتمل ہوتا ہے جو لعاب کے ساتھ پیٹ میں جاتا ہے۔

(۵۹) پیٹ (معدہ) میں دیکھنے کے لئے دوربین یا خوردبین استعمال کرنے کی دو صورتیں ہیں:

پہلی: اگر اس میں طبی دوا نہ ہو تو علماء کرام کے راجح قول کی روشنی میں اس کے استعمال کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وہ کھانا پینا نہیں ہے۔

دوسری: اگر اس میں طبی مواد ہو تو چونکہ وہ معدہ تک پہنچتا ہے اس وجہ سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(۶۰) سرمہ استعمال کرنے کی دو حالتیں ہیں:



اول: آنکھ کے اندر سرمہ ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر چہ اس کا ذائقہ حلق تک چلا جائے۔ اسلئے کہ وہ معدہ تک نہیں جاتا اور نہ کھانے کی نوع سے ہے۔ اور یہی خیال فقہاء کی ایک جماعت کا ہے۔

دوم: آنکھ کے باہر سرمہ لگانے سے بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وہ آنکھ میں گیا ہی نہیں۔

(۶۱) سرمہ کی طرح مہندی لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔  
(۶۲) طبی پٹیاں اور ان کی قسمیں:

(الف) نیکوٹین کی پٹی لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسے سگریٹ نوشی کی وجہ سے، مجمع فقہاء نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ یہ کھانا پینا نہیں ہے اس لئے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ مگر اس مسئلہ میں احتمال ہے اس لئے بہتر ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے۔

(ب) حمل کی پٹی لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ وہ نہ تو غذا ہے اور نہ معدہ تک پہنچنے والی شے ہے۔

(ج) بھوک کو ختم کرنے کیلئے پٹی باندھنے سے راجح قول کے مطابق روزہ نہیں

- ٹوٹا۔ اس لئے کہ وہ کھانا نہیں بلکہ صرف بھوک کے احساس کو ختم کرتا ہے۔
- (د) آنکھ میں عدسہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ محلول کے ساتھ ہو یا بغیر محلول کے۔ اس لئے کہ نہ تو وہ شکم تک جاتا ہے اور نہ کھانا ہے۔
- (۶۳) عطریا پر فیوم سے روزہ ختم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے کہ وہ ایک خوشبو ہے۔ اس کا کوئی جسم نہیں اور نہ وہ کھانا ہے اور نہ معدہ تک جاتا ہے۔
- (۶۴) پھونکنے والی خوشبو اور بخور سے علماء کے راجح قول کے مطابق روزہ نہیں ٹوٹتا سئلے کہ نہ تو وہ غذا ہے اور نہ منہ کے ذریعہ معدہ تک پہنچتا ہے۔ اگر بغیر ارادہ کے منہ کے راستے تھوڑا سا معدہ میں چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔
- (۶۵) فیکٹری اور ہوٹل سے اٹھنے والے دھوئیں اور بھاپ کو اگر روزہ دار سونگھ لے تو اس کا حکم بھی سابق کی طرح ہے۔
- (۶۶) خون نکالنے کی دو صورتیں ہیں:
- پہلی: اگر جانچ کے لئے خون نکالا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے کہ عام طور پر وہ تھوڑا ہوتا ہے۔
- دوسری: اگر خون صدقہ اور تبرع کیلئے نکالا جائے تو اختلافات سے پرہیز کرتے

ہوئے بہتر اور مناسب ہے کہ رات میں نکالا جائے۔ کیونکہ یہ عمل سینگی لگانے کے مسئلے پر مبنی ہے جس کے بارے میں روزہ کی حالت میں لگوانے پر علماء کے درمیان درج ذیل اختلاف ہے۔

پہلا قول: جمہور فقہاء اور ظاہریہ کے نزدیک سینگی لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

دوسرا قول: امام حسن بصری اور فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک سینگی لگوانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں اختلاف کی وجہ اس سلسلے میں آئی احادیث مبارکہ کی صحت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے جس میں علت یہ ہے کہ حجامت یعنی سینگی لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۶۷) حادثات کی وجہ سے خون نکلنا اور علاج وغیرہ کیلئے رگوں سے خون نکالنے پر روزہ نہیں ٹوٹتا۔ علماء کرام کے راجح قول اور جمہور فقہاء کے مطابق چونکہ اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس لئے یہی رائے بہتر ہے۔

(۶۸) قصداً یا بغیر قصد کے نکسیر کی وجہ سے خون نکلنے پر اگر وہ حلق تک نہ پہنچے بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر حلق تک پہنچ جائے تو فقہاء کی ایک جماعت اور

علماء کرام کے راجح قول کی روشنی میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ یہ عمل غیر ارادی طور پر ہے اور اس سے احتراز دشوار ہے۔

۶۹) کینسر کے مریضوں کے لئے کیمیاوی مواد استعمال کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسلئے کہ وہ خون میں ایک انجکشن ہے، اور عام طور پر ایسے مریض روزہ کی طاقت نہیں رکھتے۔

۷۰) خون کا انجکشن لینے سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ہوتا۔ یہی زیادہ بہتر ہے۔ اور اسی کو مجمع فقہاء نے اختیار کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ کھانے پینے کے قائم مقام نہیں ہے۔ اگرچہ وہ بدن کو درست رکھتا ہے۔ مگر کھانے پینے سے بے نیاز نہیں کرتا۔ چونکہ اس مسئلہ میں احتمال اور تردد ہے اس لئے بہتر ہے کہ اسے رات تک مؤخر کر دیا جائے۔

۷۱) بدن پر کریم اور لوشن وغیرہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسلئے کہ وہ نہ تو کھانا پینا ہے اور نہ معدہ تک پہنچتا ہے۔

۷۲) منہ اور ناک کے ذریعے بیہوش کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر دن بھر بیہوش رہا تو روزہ قضا کرے گا۔ اگر دن کے کچھ حصے میں بیہوش رہا تو اس کا روزہ



صحیح ہے جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۷۳) جسم کے بعض حصوں سے جانچ کیلئے کچھ نمونے لینا خواہ وہ انجکشن کے ذریعے ہو یا خوردبین سے یا کاٹ کر اس سے روزہ خراب نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ غذا نہیں ہے۔ اور سیال مادے جب منہ میں یا ناک کے ذریعہ معدہ میں پہنچتے ہیں تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۷۴) کف یا بلغم نکلنے سے علماء کے راجح قول کی روشنی میں اور فقہاء کے ایک گروہ کے خیال کے مطابق مطلقاً روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اس لئے کہ وہ حقیقت میں سانس کی نالی سے نکلنے والے بقایا جات ہیں اور نہ تو وہ کھانا ہے اور نہ کھانے کے معنی میں ہے، لیکن نہ نکلنا افضل ہے۔

(۷۵) لعاب خواہ اکٹھا ہو یا نہ ہو۔ اور اگرچہ دونوں ہونٹ تک پہنچ جائے، جمہور فقہاء کے نزدیک اس کے نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسلئے وہ کھانا پینا نہیں ہے۔

(۷۶) کلی کے اثر سے منہ میں نیچی ہوئی تری نکلنے سے علماء کرام کے راجح قول کے مطابق روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔ اس لئے کہ اس سے احتراز مشکل ہے۔ اور کلی کرنے میں اس کی اجازت ہے۔

(۷۷) جو شخص کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرے اور اس کی وجہ سے پانی معدہ میں داخل ہو جائے تو علماء کرام کے راجح قول کی روشنی میں اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ عمل غیر ارادی طور پر ہوا ہے ہاں اگر ارادہ کے ساتھ ہو تو بالاتفاق روزہ فاسد ہو جائے گا۔

(۷۸) علاج وغیرہ کی غرض سے غرغہ کرنے سے جب پانی معدہ میں نہ پہنچے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر بغیر قصد و ارادہ داخل بھی ہو تو کچھ نہیں۔

(۷۹) دانت وغیرہ کی صفائی کیلئے جو بھاپ اور ہوا دی جاتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ وہ معدہ تک نہیں جاتی اور نہ وہ غذا ہے۔

(۸۰) لبلبی کھینچنا، دانت اکھاڑنا، چربی حاصل کرنا اور جسم سے تحلیل کیلئے یا زراعت کیلئے نمونے لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک کہ اس میں دن بھر کیلئے بیہوش یا عقل کو ماؤف کرنے والا آپریشن نہ ہو جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

(۸۱) احتلام ہو جانے سے بالاتفاق روزہ خراب نہیں ہوتا۔

(۸۲) ندی نکلنے کی کئی صورتیں ہیں۔

پہلی: جمہور فقہاء کے نزدیک پہلی بار دیکھنے پر ندی نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا

کہ ابن بربیدہ عن ابیہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اے علی تم نظر کو نظر کے پیچھے مت لگاؤ (یعنی بار بار مت دیکھو) اس لئے کہ تمہارے لئے پہلی نظر (معاف ہے) دوسری نہیں۔“

اور اس لئے بھی کہ پہلی نظر سے پرہیز کرنا مشکل ہے جیسا کہ بعد میں آئیگا۔  
دوسری: جمہور فقہاء اور دیگر علماء کرام کے راجح قول کے مطابق بار بار دیکھنے سے مذی نکلنے پر روزہ نہیں ٹوٹتا جب کہ بعد میں آ رہا ہے۔

تیسری: بوسہ یا معانقہ پر مذی نکلنے سے روزہ خراب نہیں ہوتا جیسا کہ گزرا۔ یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے۔ کیونکہ مذی نکلنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹنے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور مذی و منی کے درمیان حکم میں فرق ہونے کی وجہ سے اس کو منی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس سے بچنے میں مشقت اور دشواری ہے۔

(۸۳) منی نکلنے پر روزہ ٹوٹنے کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ پہلی نظر دیکھنے پر منی نکلنے کی وجہ سے راجح قول کے مطابق روزہ خراب نہیں ہوتا۔ جیسے مذی کے بارے میں پہلی حالت کے بارے میں گزرا۔

۱۔ مسند احمد (۱۳۷۳) ابوداؤد (۲۱۳۹) ترمذی (۲۷۷۷) ترمذی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۲۔ بار بار نظر کرنے کی وجہ سے منی نکلنے پر روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ علماء کا یہی راجح قول ہے۔ اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔ اسلئے کہ بار بار نظر کرنے کی وجہ سے گویا وہ قصداً انزال کر رہا ہے۔

۳۔ تمام ائمہ کے نزدیک بوسہ یا معانقہ کی وجہ سے منی نکلنے پر روزہ خراب ہو جاتا ہے۔

۴۔ اکثر فقہاء کے نزدیک ہاتھ سے منی نکالنے پر روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوگاں، بندہ اپنی شہوت، کھانا اور پینا میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔“

اور شہوت ہی منی ہے۔ جس کو کھانے پینے کے ساتھ ملایا ہے اور وہ دونوں روزہ توڑنے والی چیزیں ہیں۔

(۸۴) جس کو بیوی نے اس کی رضامندی کے بغیر بوسہ لیا اور انزال ہو گیا تو ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کا اختیار نہ ہونے کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔



۸۵) فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک ودی نکلنے کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور اس کی اصل روزہ کا صحیح ہونا ہے۔  
 فائدہ: قدیم اور جدید بہت ساری روزہ توڑنے والی چیزوں میں اختلاف کی وجہ روزہ توڑنے میں سبب کیا ہے؟ اس بارے میں علماء کرام کے خیالات ہیں۔  
 کیا ہر وہ چیز جو بدن میں داخل ہوگی اس سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ یا اس کا معدہ تک جانا ضروری ہے۔؟

اور کیا ضروری ہے کہ وہ منہ اور ناک کے راستے معمول کی طرح داخل ہو یا غیر معمولی طریقے سے کان وغیرہ کے ذریعہ ہو۔؟

اور کیا یہ ضروری ہے کہ جسم میں داخل ہونے والی شے کھانے پینے کی طرح غذا والی اور تقویت والی ہو۔ یا یہ شرط نہیں ہے تو پیٹ میں داخل ہر شے روزہ توڑنے والی ہے۔؟

اسی طرح اس بارے میں وارد احادیث کی صحت اور ضعف کے بارے میں اختلافات کے علاوہ قیاس کی صحت اور عدم صحت پر بھی اختلاف ہے۔ اسی طرح موجودہ میڈیکل سائنس کے ذریعہ جسم کے دوسرے غیر معمولی راستوں کے

ذریعہ معدہ تک مواد کو پہنچانے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف کا پایا جانا بھی ہے۔ جیسے کان، آنکھ، قمل، دُبر کے ذریعہ معدہ تک مواد کی رسائی وغیرہ۔ اس لئے روزہ توڑنے والی اشیاء کے بارے میں علماء کرام کے دو اجتہادات ہیں:

۱۔ روزہ توڑنے والی اشیاء کیلئے سخت پہلو۔

۲۔ روزہ توڑنے والی اشیاء کیلئے نرم پہلو۔

(۸۶) جمہور فقہاء کے نزدیک اگر تھوڑا کھانا قصداً نگل لیا ہے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔ اور اگر غیر ارادی طور پر نگلا گیا ہے تو روزہ صحیح ہے۔ کیونکہ اس سے احتراز کرنا مشکل ہے۔

(۸۷) دانتوں کے درمیان جو بقایا جات رہ جاتے ہیں ان کا حکم اوپر والے مسئلہ کی طرح ہے۔

(۸۸) رمضان کے دن میں جماع کرنے سے بالا جماع روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ اس بارے میں دلائل مشہور و معروف ہیں۔ اور اسی کے تحت کئی مسئلے آئے ہیں۔

(۸۹) روزہ کی حالت میں جماع کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو مسلسل

دو ماہ روزہ رکھنا ہے۔ اگر اس کی استطاعت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک مذکورہ تینوں امور ترتیب وار ہیں۔ ان میں اختیار نہیں ہے۔ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

”ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور بولا، اے اللہ کے رسول! میں برباد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں نے روزہ کی حالت میں بیوی سے جماع کر لیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم مسلسل دو ماہ روزہ رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا، نہیں۔ (ابوہریرہ نے) فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے۔ ہم لوگ اسی حالت میں تھے کہ آپ ﷺ کے پاس کھجور کی ایک ٹوکری لائی گئی تو آپ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا، میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: اسے لے لو اور صدقہ کر ڈالو، اس آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول۔ کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی محتاج ہے؟ اللہ کی قسم ان دونوں پہاڑوں کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی گھر والا محتاج نہیں ہے۔

اس پر نبی ﷺ ہنس دئے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کو اسے کھلا دو۔

(۹۰) اگر غلام آزاد کرنا دشوار ہو جیسا کہ آج کل ہے۔ تو وہ روزہ کی جانب منتقل ہوگا۔ اور راجح قول کے مطابق غلام آزاد کرنے کی قیمت کی طرف نہیں جائے گا۔ اور یہی چاروں اماموں کے مذاہب کا تقاضہ بھی ہے۔ اس لئے کہ حدیث پاک میں صراحت ہے کہ پہلے کفارہ کی عدم موجودگی میں دوسری کی جانب اختیار منتقل ہو جائے گا۔ اور قیمت کی جانب منتقل ہونا نص کے بھی مخالف ہے۔

(۹۱) جو روزہ دار مسلسل روزہ رکھنے کے درمیان کسی عذر کی وجہ سے جیسے مرض، سفر، حیض و نفاس، لاعلمی اور بھول کر روزہ توڑ دے تو اس میں ضرر نہیں۔ کیونکہ اس نے عذر کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ اور یہی فقہاء کی ایک جماعت کی رائے ہے۔ مسئلہ: جس شخص پر دو ماہ مسلسل کا روزہ واجب ہو اور وہ مسلسل نہ رکھ سکے بلکہ متفرق طور پر رکھے، تو وہ عذر کے وقت روزہ نہ رکھے ورنہ عذر کی عدم موجودگی میں رکھنا واجب ہے۔

۱۔ بخاری (۱۹۳۶) مسلم (۱۱۱۱)



(۹۲) جو شخص مرض یا کبرسنی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے۔ مسکین خواہ مرد ہو یا عورت یا بچہ جو کھانا کھاتا ہے اور وہ ایک بار سب کو کھلائے یا متعدد دنوں میں اور الگ الگ یہاں تک کہ ساٹھ کا عدد پورا ہو جائے۔ اور ایک بار میں ایک ہی شخص کو دینا خواہ ایک دن ہو یا ساٹھ دن درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ ظاہر نص اس کی موافقت نہیں کرتا۔ یہی جمہور کا مذہب بھی ہے۔

(۹۳) ندیہ میں غلہ یا کھانے کی مقدار میں اختلاف ہے۔ اور اختلاف کی وجہ مقدار کے بارے میں مختلف روایات، روایات کی صحت و ضعف میں اختلاف اور دوسرے کفاروں پر ان کا قیاس کرنا ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھانا دینے کی مقدار ۱۵ صاع یعنی ۴۵ کیلو ہونی چاہئے۔ یعنی ہر مسکین کو ایک مد (۵۰ گرام) <sup>۱</sup>

مذکورہ دونوں اقوال فقہاء کی جماعت سے منقول ہے۔ اور یہ بھی بعض فقہاء کے یہاں کہا گیا ہے کہ پیٹ بھر کھانا ہو۔ کیونکہ اس میں تحدید کے دلائل مختلف اور کمزور ہیں۔

۱۔ ایک صاع ۴ مد جو تقریباً ۳ کلو کے برابر ہوتا ہے۔ تو ایک مد ۵۰ گرام کے برابر ہوگا۔

اس مسئلے میں قرین صواب تیسرا مسئلہ ہے۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے اس شخص کو حکم دیا جس نے روزہ کی حالت میں اس عمل کا ارتکاب کیا تھا۔

آپ نے اسے فدیہ کا حکم دیا اور مقدار کی تحدید نہیں کی۔ اگر تحدید مقصود ہوتا تو دوسرے کفارات کی طرح اسے بیان فرمادیتے۔

اور شہر میں جو غذا استعمال ہوتی ہے وہی کفارہ میں بھی ہونا چاہئے۔

(۹۴) کھانا دن کا ہو یا رات کا، مساکین کی تعداد سے اعتبار سے دونوں صحیح ہے۔ فقہاء کرام اور سلف کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔ مگر سابق اختلاف کے مطابق یا تو مقدار محدود ہو یا پیٹ بھر کر ہو، دونوں صحیح ہے۔

مسئلہ: کفارہ کے مصارف اور کفارہ ادا کرنے سے عاجز کی جانب سے اس کی اجازت سے صدقہ کرنے والے کا حکم سابق میں گزر چکا ہے۔

تثبیہ: روزہ رکھنے سے فدیہ ادا کرنے کی جانب عذر یہ اللہ اور بندے کے درمیان کا معاملہ ہے، اور ہر شخص اپنے نفس کو زیادہ جانتا ہے۔ اسلئے معمولی

۱۔ ابوداؤد (۲۹۳) البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ مگر ابن القطان نے ”الوہم والایہام“ (۱۲۲/۲) میں ضعیف کہا ہے۔ فتح الباری (۱۶۹/۴)

مشقت اور پریشانی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ کر فدیہ ادا کرنا درست نہیں ہے۔  
 (۹۵) جو شخص کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہو۔ اس سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔ بلکہ  
 اسکے ذمہ رہتا ہے۔ جب سہولت ہو اس کا نکالنا واجب ہے۔ اگر مر جائے اور ادا  
 کرنے کی طاقت نہ رکھ سکے تو اس پر کچھ نہیں۔ لیکن اگر اس نے ترکہ چھوڑا ہے تو  
 جمہور فقہاء کے نزدیک اس کے ترکہ سے نکالا جائے۔

(۹۶) کیا بیوی پر کفارہ ہے؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر وہ مجبور تھی تو بالاتفاق اس پر کفارہ نہیں ہے۔

دوسری: اگر وہ راضی تھی تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر بھی کفارہ ہے۔ اس لئے  
 کہ جو چیز مرد کے حق میں ثابت ہے وہی عورت کے حق میں بھی ہے۔ اور تفریق  
 کی کوئی دلیل نہیں۔

(۹۷) کیا جس دن میں جماع کیا ہے اس دن کی قضا لازم ہے؟

ہاں! چاروں اماموں کے نزدیک اس دن کی قضا لازم ہے۔ اس لئے کہ نبی ﷺ  
 نے مذکورہ عمل کے مرتکب کو قضا کا حکم دیا۔ اور فرمایا:

”اس دن کی جگہ ایک دن قضا روزہ رکھو“۔

اور قصداً قئے کرنے والے پر قیاس کرتے ہوئے کہ جس پر قضا واجب ہے۔ کیونکہ اس بارے میں اصل قضا ہے۔ اسقاط کی کوئی دلیل نہیں اور ادا یا قضا کے ذریعہ ہی حق ادا ہوتا ہے۔ اسی پر قواعد بھی دلالت کرتے ہیں۔

۹۸) جس نے نعوذ باللہ روزہ کی حالت میں زنا کا ارتکاب کیا تو نکاح صحیح کی طرح اس پر بھی کفارہ واجب ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے کہ اس نے ایک حرام کام کے ذریعہ مہینہ کی حرمت کی پامالی کی ہے۔ اس لئے کفارہ ادا کرنا بدرجہ اولیٰ واجب ہوگا۔ یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔

۹۹) جس نے قصداً اور جان بوجھ کر جماع کی غرض سے روزہ توڑ دیا تو وہ گنہگار ہوگا۔ اور جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر کفارہ واجب ہے۔ اس لئے کہ عدم کفارہ کا قول حیلہ و بہانہ کو واجب کرتا ہے۔ اور شریعت میں اس طرح کے حیلوں و بہانوں کی گنجائش نہیں ہے۔

۱۰۰) جس نے بھول کر کھا لیا اور یہ سمجھ لیا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا پھر اس نے

۱۔ ابو داؤد (۲۳۹۳) البیہقی (۸۰۵۷) ابن حجر نے کہا اس کی اصل ہے۔ فتح الباری (۱۷۲/۳)  
الارشاد الخلیلی (۳۴۴/۱) الا حکام الوطی (۲۳۱/۲) تہذیب السنن لابن القیم (۴۴۷/۱)



جماع کر لیا تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر کفارہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ صورت حال کے بارے میں ناواقفیت حکم نہ جاننے کی طرح ہے۔ مگر وہ قضا کرے گا۔ (۱۰۱) اگر بار بار جماع واقع ہو تو اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

(الف) اگر ایک ہی دن میں کئی بار جماع واقع ہوا ہے اور پہلے کا کفارہ نہیں دیا ہے تو بالاتفاق ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

(ب) اگر ایک ہی دن میں مکرر جماع ہو اور پہلے کا کفارہ ادا کر دیا ہے تو جمہور فقہاء کے نزدیک ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اس لئے کہ اس نے صحیح روزہ نہیں پایا۔

(ج) اگر دونوں میں مکرر جماع کیا ہے اور پہلے دن کا کفارہ ادا کر دیا ہے تو بغیر کسی اختلاف کے دوسرے دن کا کفارہ ادا کرے گا۔

(د) اگر متعدد دنوں میں مکرر جماع کیا ہے اور کسی کا کفارہ نہیں دیا ہے تو اس بارے میں اختلاف ہے۔

اس میں راجح قول یہ ہے کہ دنوں کی تعداد کے اعتبار سے اسے متعدد کفارے ادا کرنے ہوں گے۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔ اس لئے کہ ہر دن ایک مستقل

عبادت ہے۔

اگر کہنے والا کہے کہ نبی ﷺ نے عمل مذکور کے مرتکب سے سوال نہیں کیا کہ کتنے دن تو نے یہ کام کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک روایت میں یہ قید موجود ہے، وہ یہ ہے کہ اس نے کہا ”میں رمضان کے مہینے میں ایک دن اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”ایک غلام آزاد کرو“<sup>۱</sup>

(۱۰۲) کیا نزع پر جماع کا حکم لگے گا؟

نزع یہ ہے کہ آدمی جیسے ہی موزن کی اذان سنے یا فجر کی نماز کا وقت داخل ہو جائے فوراً اپنے عضو کو باہر نکال لے۔

نزع کا حکم: اس پر جماع کا حکم نہیں لگے گا۔ اور علماء کرام کے راجح قول کی روشنی میں اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اپنے کام سے رک گیا اور وقت داخل ہوتے وقت کام جاری نہیں رکھا۔ یہی قول حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما<sup>۲</sup> اور جمہور فقہاء کا ہے۔

(۱۰۳) اگر کوئی شخص فجر سے پہلے اپنی بیوی سے جماع کرے یہ سمجھتے ہوئے کہ

۱۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الکبریٰ (۸۰۲۸) الدار قطنی (۲۳۰۳) اور اس کو صحیح کہا۔ ۲۔ ابن ابی شیبہ (۹۵۷۸)

ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ فجر طلوع ہوگئی تھی تو اس بارے میں علماء کے درمیان مختلف اقوال ہیں۔

پہلا قول: نہ تو اس پر قضا ہے اور نہ کفارہ، سلف کی ایک جماعت جیسے سعید بن جبیر، مجاہد، حسن اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔

دوسرا قول: اس کا روزہ باطل ہوگا۔ مگر اس پر کفارہ نہیں ہے۔ فقہاء کی ایک بڑی جماعت کا یہی خیال ہے۔

تیسرا قول: اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہے۔

فقہاء کرام کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔

مگر اس بارے میں راجح قول پہلا ہے۔ اس لئے کہ ناواقف کا معاملہ بھولنے والے کی طرح ہوتا ہے۔ اور اس سے حرج کو دور کر دیا گیا ہے۔

(۱۰۴) جس نے رات میں جماع کیا اور عضو باہر کر لیا۔ پھر فجر کے بعد اس کو انزال ہوا تو بالاتفاق اس کا روزہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ صرف انزال سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔

(۱۰۵) جس نے رات کو جماع کیا اور فجر طلوع ہونے پر بھی اپنے عمل میں لگا رہا

اس کا روزہ فاسد ہوگا۔ اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے۔ اس لئے کہ اس نے روزے کے وقت میں جماع کیا۔ یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔

(۱۰۶) جب مسافر روزہ نہ رکھنے کی حالت میں گھر کو واپس آئے اور حائضہ پاک ہو جائے تو رائج قول کے مطابق ان دونوں کو کھانے پینے سے رکے رہنا لازم ہے۔ اس درمیان اگر جماع واقع ہو تو جمہور فقہاء کے نزدیک ان پر کفارہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ رخصت والوں کے لئے کوئی ضمانت نہیں ہے۔

(۱۰۷) جس نے رات میں جماع کیا اور فجر کے بعد غسل کیا اس کا روزہ صحیح ہے۔ جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔

”کہ نبی ﷺ جماع کی وجہ سے جنبی ہونے کی حالت میں صبح کرتے تھے پھر غسل فرماتے اور روزہ رکھتے تھے۔“

اور ایک روایت میں ہے ”قضا نہیں فرماتے“<sup>۲</sup>

(۱۰۸) طہی جانچ کیلئے منی نکالنے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر سرجری طریقے سے ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ وہ حرکت اور شہوت

۱۔ بخاری (۱۹۳۱) مسلم (۱۱۰۹) ۲۔ مسلم (۱۱۰۹)



نہ ہونے کی وجہ سے استمنا (ہاتھ سے منی نکالنا) نہیں ہے۔

دوسری: اگر آلم قذف کے ذریعہ ہو تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حرکت اور شہوت کی وجہ سے استمنا کی طرح ہے۔

(۱۰۹) عورت کے جسم میں جانچ اور علاج کیلئے انجکشن کے ذریعے منی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے کہ وہ نہ تو جماع ہے اور نہ اس کے حکم میں ہے۔

(۱۱۰) زوال سے پہلے مسواک استعمال کرنا متفقہ طور پر مسنون ہے۔ اور زوال کے بعد جمہور فقہاء کے نزدیک مشروع ہے۔ اس لئے کہ مسواک کی دلیلیں عمومی ہیں۔ اور اس بارے میں ممانعت صحیح نہیں ۳۔

(۱۱۱) رانج قول کے مطابق مسواک کے اثر کو نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ پہلے والے مسئلہ میں گزرا۔

(۱۱۲) بغیر ضرورت اور بغیر ننگے ہوئے کھانا چکھنا مکروہ ہے۔ البتہ جمہور فقہاء کے نزدیک بوقت ضرورت چکھنا جائز ہے۔

(۱۱۳) روزہ کی حالت میں بیوی کو بوسہ اور معانقہ کے تین احوال ہیں:

۳۔ حاشیہ ابن ابی القیم علی سنن ابی داؤد (۶/۳۵۱)

- (۱) بغیر شہوت متفقہ طور پر جائز ہے۔
- (۲) جس شہوت کے ساتھ انزال ہو جائے وہ بالاتفاق حرام ہے۔
- (۳) اگر انزال نہ ہونے کی ضمانت ہو تو ایسی شہوت کے ساتھ بوسہ وغیرہ روزہ کی حالت میں لینا جائز ہے۔ نبی ﷺ کے عمل سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔
- (۱۱۴) روزہ ٹوٹنے کی شرطیں:
- (الف) اس بات کا علم کہ فلاں شے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کا عکس جہالت اور ناواقفیت ہے۔
- (ب) یاد رہنا۔ اس کا عکس بھول جانا ہے۔
- (ج) خود سے اختیار، اس کا عکس زبردستی اور مجبوری ہے۔
- تینوں شروط جمہور فقہاء کے نزدیک ہیں۔
- اس لئے جس نے جان بوجھ کر، یاد رہتے ہوئے برضا و رغبت روزہ توڑنے والا کام کیا اس کا روزہ فاسد اور خراب ہو جائے گا۔ اور جس نے بھی بھول کر یا لاعلمی

کی وجہ سے یا غلطی سے روزہ توڑنے والا کام کیا اس کا روزہ خراب نہیں ہوگا۔ اسلئے کہ بھولنے والے، ناواقف، خطا کار اور مجبور سے حرج دور کرنے کے سلسلے میں دلائل عمومی ہیں۔

(۱۱۵) جو شخص قصداً روزہ توڑ دے اور اس نے جماع کا ارتکاب نہیں کیا ہے تو علماء کرام کے راجح قول اور فقہاء کی ایک جماعت کے مطابق اس پر کفارہ مغلظہ (یعنی غلام آزاد کرنا، مسلسل روزہ رکھنا اور ساٹھ مسکین کو کھلانا) نہیں ہے۔ اس لئے کہ کفارہ مغلظہ کی دلیل صرف جماع کے بارے میں ہے۔

(۱۱۶) جماع کی حرمت کا علم ہونا اور کفارہ سے واقف نہ ہونا۔ کفارہ کو ساقط اور معاف نہیں کرتا ہے۔ اسلئے کہ متفقہ طور پر اعتبار حکم کی معرفت کا ہوتا ہے۔ نہ کہ کفارہ کی معرفت کا جیسے صحابی مذکور رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہے۔ (۱۱۷) کیا گناہ کا ارتکاب کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

پہلا قول: روزہ تو فاسد نہیں ہوتا لیکن اجر میں کمی ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ روزہ باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

دوسرا قول: امام اوزاعی، نخعی وغیرہ کے نزدیک فاسد ہو جاتا ہے۔  
مگر راجح پہلا قول ہے۔ اس لئے کہ سلف میں سے ایک کا قول ہے کہ ”اگر غیبت  
کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا تو ہم میں سے کسی کا روزہ نہیں ہوتا۔“  
اے اللہ ہمارے روزہ اور دل و زبان کی حفاظت فرما۔

(۱۱۸) جس نے بھول کر کھا لیا۔ پھر یہ سمجھا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا اس کے بعد  
قصداً کھاپی لیا۔ تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے دوسری بار جان  
بوجھ کر کھایا ہے۔ یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے۔

(۱۱۹) کیا وہ مزدور جو مشقت والا کام کرتا ہے اس کے لئے ضرر کے خوف سے  
روزہ توڑ دینا جائز ہے؟

اگر اس کے لئے رخصت لینا ممکن ہو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر دشوار ہو تو علماء  
کرام نے روزہ توڑنے کے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ حرج کو دور کرنے کے  
سلسلے میں دلائل عمومی ہیں۔ اور مشقت سہولت پیدا کرتی ہے۔

(۱۲۰) اگر کسی انسان کو بچانے کے لئے روزہ توڑ دینا ضروری ہو جائے تو ایسا کرنا  
واجب ہے۔ اس لئے کہ کسی واجب کا کرنا ضروری ہو جائے تو وہ واجب ہو جاتا



ہے۔ جیسے ڈاکٹر یا حادثہ میں کام کرنے والوں کا عملہ وغیرہ۔  
 (۱۲۱) فرض روزوں میں نیت توڑ دینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ  
 دن کے کچھ حصوں میں وہ بغیر روزہ کی نیت سے رہا۔ یہی جمہور فقہاء کا مذہب  
 ہے۔

(۱۲۲) جس نے نفلی روزہ میں روزہ توڑنے کی نیت کی۔ لیکن توڑا نہیں بلکہ پلٹ کر  
 پھر سے روزہ کی نیت کر لی تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ کیونکہ نفلی میں پورے دن روزہ  
 کی نیت میں رہنا شرط نہیں ہے۔

(۱۲۳) جس نے روزہ توڑنے میں تردد کیا اور توڑا نہیں تو اصل نیت پر باقی رہتے  
 ہوئے (یعنی روزہ کی حالت میں) اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۲۴) جس نے روزہ خراب کرنے والے کام کی نیت کی۔ جیسے کھانا، پینا وغیرہ مگر  
 اس کام کو کیا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ اس لئے اس نے مذکورہ عمل کو انجام نہیں  
 دیا۔ لیکن شرعی عذر کے بغیر مذکور کام کیلئے عزم بالجزم کرنا جائز نہیں ہے۔ اس  
 لئے عزم بالجزم بھی معصیت کی طرح ہوتا ہے۔

(۱۲۵) جس نے کسی کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھ لیا تو اسے یاد دلا دے اس لئے کہ

یہ بھی نیکی اور بھلائی پر تعاون کی طرح ہے۔

(۱۲۶) خواتین کیلئے روزہ کی خاطر حیض کو موخر یا روکنے والی اشیاء کا استعمال کرنا جائز ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ وہ حیض روکنے والی گولیاں استعمال نہ کریں۔ اس لئے کہ وہ پریشانی کا سبب بنتی ہیں اور اس کے استعمال سے رُک رُک کر خون آتا ہے۔ جبکہ وہ معذور ہیں۔ اور باذن اللہ ان کو اجر ملے گا۔ اور ان کے لئے جائز ہے کہ وہ ذکر و اذکار کریں اور بغیر مصحف کو ہاتھ لگائے موبائل وغیرہ کے ذریعہ قرآن پڑھیں اور دعاء وغیرہ کریں۔

## چہارم: سفر کی حالت میں روزہ

(۱۲) مسافر کے لئے روزہ نہ رہنے کے کئی احوال ہیں۔

(۱) رمضان کا مہینہ آجائے اور وہ مسافر ہو تو اس صورت میں بغیر کسی اختلاف کے اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

(۲) وہ رات میں سفر کرے اور اس کا سفر دن تک مسلسل ہو تو عام اہل علم کے نزدیک اس کو روزہ نہ رہنے کی رخصت ہے۔

(۳) اپنے شہر یا ملک سے سفر کی حالت میں نکلے پھر اپنے سفر کے دنوں میں سے کسی دن روزہ کی نیت کرے۔ پھر اس کو روزہ نہ رکھنے کا ارادہ ہو تو فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ جائز ہے۔ جیسا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

”نبی ﷺ رمضان کے مہینے میں فتح مکہ کے سال مکہ کیلئے نکلے اور آپ روزہ کی حالت میں تھے یہاں تک کہ ”کراع النعمیم“ (ایک مقام کا نام) تک پہنچے۔ لوگ بھی روزے سے تھے۔ تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اس کو اٹھایا تاکہ لوگ دیکھ لیں۔ پھر آپ نے پانی پی لیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ سے کہا گیا

کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا ”وہ لوگ نافرمان ہیں۔ وہ لوگ نافرمان ہیں“<sup>۱</sup>

(۴) فجر سے پہلے روزہ کی نیت کر کے اپنے شہر سے نکلے، پھر سفر کے درمیان روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کرے تو اہل علم کے مابین اس بارے میں اختلاف ہے۔ مگر راجح قول یہی ہے کہ اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اس لئے کہ وہ مسافر ہے اور مسافر کے لئے مریض کی طرح عمومی رخصت ہے خواہ وہ مقیم یا مسافر ہونے کی حالت میں روزہ کی نیت کرے۔ یہی رائے فقہاء کی ایک جماعت کا بھی ہے۔

(۵) فجر سے پہلے سفر کرے اور روزہ کی نیت نہ کرے تو اس کیلئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے کیونکہ اس نے نیت نہیں کی ہے۔

(۱۲۸) مسافر کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا۔ اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

پہلا قول: ابن المسیب، مجاہد اور فقہاء کی ایک بڑی تعداد کے نزدیک روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

۱۔ مسلم (۱۱۱۳)



دوسرا قول: جمہور فقہاء کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے۔

تیسرا قول: اس کے لئے جو آسان ہو، فقہاء کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے۔  
چوتھا قول: اس کو اختیار ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے یہی منقول ہے۔

مگر اس بارے میں راجح قول اول ہے۔ جیسا کہ حمزہ بن عمرو سلمی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا ”اے اللہ کے رسول ﷺ! سفر میں میرے اندر روزہ رکھنے کی قوت ہوتی ہے۔ تو کیا روزہ رکھنے میں میرے اوپر حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کی جانب سے ایک رخصت ہے۔ تو جس نے اسے لے لیا وہ بہتر ہے۔ اور جو روزہ رکھنا پسند کرتا ہے اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔“

(۱۲۹) مسافر کے لئے افضل ہے کہ وہ اپنے سفر کے دوران عاشورا اور عرفہ کا روزہ رکھے۔ اس لئے کہ ان ایام کی قضا نہیں ہو سکتی ہے۔ بعض فقہاء بلکہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما<sup>۲</sup> اور امام زہری سے بھی یہی منقول ہے۔<sup>۳</sup>

۱۔ مسلم (۱۱۲۱) ۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ (۹۳۳۸) ۳۔ شعب الایمان للبیہقی (۳۵۱۸)

۱۳۰) مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہر سفر کیلئے ہے۔ خواہ وہ سفر معصیت، سفر شکار اور سیر و تفریح کے لئے ہو۔ اس لئے کہ وہ مسافر ہے۔ اور احکام سفر کی وجہ سے اس کو رخصت ملی ہے۔ فقہاء کی ایک بڑی جماعت کا یہی خیال ہے۔

۱۳۱۔ ریل گاڑی، ٹریلیٹ، ہوائی جہاز، بحری جہاز کے ڈرائیورز اور ان کی ٹیم (Crew) وغیرہم کے لئے دو احوال ہیں۔

اول: اگر ان کے لئے شہر یا ملک میں رہائش گاہ ہے، جہاں وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر آتے جاتے ہیں تو ان کے لئے حالت سفر میں روزہ نہ رہنا مباح ہے۔ دوم: اگر ان کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے بلکہ ان کے اہل و عیال ہمیشہ ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کی تمام ضرورتیں ان کی سواریوں پر پوری ہوتی ہیں۔ تو وہ مسافر نہیں ہیں بلکہ ان کے جہاز ہی ان کے وطن ہیں ایسی صورت میں جمہور فقہاء کے نزدیک نہ تو وہ قصر نماز پڑھیں گے اور نہ روزہ چھوڑیں گے۔

۱۳۲) جو شخص صرف روزہ نہ رہنے کے لئے سفر کرتا ہے۔ تو اس کا سفر حرام ہے۔ اور جمہور فقہاء کے نزدیک سفر کے احکام میں اس کو رخصت حاصل نہیں ہوگی۔

اس لئے کہ وہ اللہ کی حدود میں حیلہ بہانہ کرنے والا ہے۔ تو اس کے ساتھ اس کے قصد و ارادہ کا الٹا معاملہ کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہود نے جس معصیت کا ارتکاب کیا تم لوگ وہ نہ کرو کہ معمولی حیلہ کے ذریعہ اللہ کے محارم کو حلال کر ڈالو۔“

(۱۳۳) اگر اقامت کی حالت میں روزہ دار نے جماع کیا پھر سفر کیا تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر کفارہ واجب ہے۔ اس لئے کہ جماع کے وقت وہ مقیم تھا اور اس کے لئے یہ عمل حلال نہیں تھا۔

(۱۳۴) اگر مسافر نے روزہ کی نیت کر لی اور اپنے شہر یا ملک میں داخل ہو گیا تو جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق اس کے لئے روزہ توڑ دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی رخصت ختم ہو گئی۔

(۱۳۵) جس مسافر کو معلوم ہے کہ وہ دن ہی دن میں سفر سے اپنے شہر کو لوٹ جائے گا تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس کے مسافر ہونے کی وجہ سے روزہ نہ رہنا

۱۔ جزء ابطل الخلیل لابن بطہ (ص ۴۶) ابن کثیر نے اس کی اسناد کو اچھی قرار دیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر (۴۹۳/۳)

اس کے لئے جائز ہے۔

(۱۳۶) جو شخص روزہ کا ارادہ کرتے ہوئے دن میں ہوائی جہاز میں سوار ہو تو فضا میں سورج غروب ہونے تک روزہ نہ کھولے۔ اور سورج غروب ہونے سے چند منٹ قبل وہ جہاز میں سوار ہو اور اس کے ساتھ دن لمبا ہو گیا تو سورج غروب ہونے تک روزہ افطار نہ کرے۔

(۱۳۷) جو شخص جہاز میں ایسے شہر سے گزرا جہاں لوگوں نے افطار کر لیا۔ اور وہ آسمان میں سورج دیکھ رہا ہے تو روزہ افطار نہ کرے بلکہ کسی شہر میں اترے جہاں سورج غروب ہو گیا ہے وہاں افطار کرے اس لئے کہ نبی ﷺ کا فرمان گرامی ہے۔ ”جب رات یہاں سے آئے اور دن یہاں سے جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرے۔“

تنبیہ: جو شخص دن میں مشرق کی جانب سفر کرے گا اس کے لئے دن چھوٹا ہوگا اور مغرب کی جانب سفر کرے گا اس کے لئے دن طویل ہوگا تو اعتبار اس مکان کا ہے جس میں آدمی طلوع فجر اور سورج غروب کے وقت موجود تھا۔ دن کے طویل ہونے یا قصیر ہونے کا اعتبار نہیں۔

— اس کی تخریج گزر چکی ہے۔



(۱۳۸) جو شخص جہاز سے سفر کرنے والا ہے۔ اس کا ریزرویشن کنفرم ہے۔ اور ایئر پورٹ شہر سے باہر ہے۔ تو شہر سے نکلنے کے بعد اس نے روزہ کھول دیا۔ پھر فلائٹ لیٹ ہوگئی یا کوئی ایسی رکاوٹ آگئی کہ اس دن اس کا سفر منسوخ ہو گیا تو اس کا روزہ کھولنا صحیح ہے۔ اور اس دن کھانے پینے سے رکے رہنا اس کیلئے ضروری نہیں کیونکہ اس کا عمل شریعت کے موافق ہے۔ البتہ اس پر قضا لازم ہے۔

(۱۳۹) مسافر جب روزہ توڑنے کا ارادہ کرے تو جب تک اپنے شہر کی عمارتوں کو پیچھے نہ چھوڑ دے روزہ نہ توڑے۔ ابن المنذر، ابن عبدالبر، امام نووی اور ابن قدامہ نے اس پر اجماع بیان کیا ہے۔

رہی ابو بصرہ اور حضرت انسؓ والی روایتیں جس میں عمارات چھوڑنے سے پہلے روزہ توڑنے کا ذکر ہے تو وہ روایتیں ضعیف اور قابل مناقشہ ہیں۔

(۱۴۰) جس نے روزے کی حالت میں سفر کیا تو راجح قول کے مطابق اس کے

۱۔ ابوداؤد (۱۴۰۲) اس روایت پر ابوداؤد نے سکوت کیا ہے۔ کیونکہ اس میں دو راوی کلب اور عبید مجھول ہیں۔ صحیح ابن خزیمہ (۲۰۴۰)

۲۔ ترمذی (۷۹۹) امام ترمذی نے حسن اور شوکانی نے نیل الاوطار میں ضعیف کہا ہے۔ (۲۱/۳) حافظ نے ذکر کے بعد سکوت کیا ہے۔

لئے جماع کرنا جائز ہے۔ خواہ اس نے اس سے پہلے کھایا یا ہوا یا روزہ توڑنے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ جمہور فقہاء کا یہی خیال ہے۔ اس لئے کہ مسافر ہونے کی وجہ سے اس کے لئے روزہ توڑنا جائز ہے۔ خواہ وہ جماع کے ذریعہ یا اس کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے روزہ توڑ دے۔

(۱۴۱) جس نے روزہ نہ رہنے کی حالت میں اپنے ملک یا شہر کے لئے سفر کیا تو علماء کرام کے راجح قول کی روشنی میں اور یہی جمہور فقہاء کا مسلک بھی ہے کہ اس کے لئے کھانے پینے سے رکے رہنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔

(۱۴۲) جس نے رمضان میں سفر کیا اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ غیر رمضان کا قضا یا کفارہ یا نقلی روزہ رکھے۔ اس لئے کہ جب اس نے رخصت پر عمل نہیں کیا تو اس وقت کا جو واجب ہے (یعنی رمضان کا روزہ) اس پر عمل کرنا لازم ہے یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔

(۱۴۳) رویت ہلال کے سلسلے میں شہروں کے مابین ابتدا و انتہا کے تعلق سے سات صورتیں ہیں:

پہلی: جو شخص شعبان کے اخیر میں جبکہ لوگ روزہ نہ ہوں۔ ایک شہر سے دوسرے ایسے شہر میں جائے جہاں لوگوں نے چاند دیکھا ہے اور وہ سب روزہ رکھنے والے ہیں تو ان کے ساتھ اس شخص پر بھی روزہ واجب ہے۔

دوسری: جو شخص عید کا چاند نکلنے سے پہلے سفر والے شہر سے اپنے شہر کو آئے اور اس نے وہاں روزہ مکمل کر لیا ہے جبکہ اس کے شہر میں لوگ ابھی روزے سے ہیں تو وہ کیا کرے، اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

پہلا قول: فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک وہ ان لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے اگرچہ تیس دن سے زیادہ ہو جائے۔

دوسرا قول: فقہاء کی دوسری جماعت کے مطابق اگر تیس دن سے زیادہ ہو جائے تو وہ چپکے سے روزہ نہ رکھے۔ زیادہ بہتر ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

تیسری: جو شخص ایسے شہر سے سفر کرے جہاں لوگوں نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اپنے شہر میں آئے جہاں لوگوں نے چاند نہیں دیکھا ہے تو پہلے کے اختلاف کی طرح یہاں بھی علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

مگر اس بارے میں زیادہ بہتر اور قرین صواب یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور سختی طور پر افطار کر لے۔ اس لئے کہ اس پر فرض روزہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہے۔ اور رمضان کا مہینہ اس کے حق میں ختم ہو گیا ہے تو یہ اضافہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ اضافہ نفلی ہو جائے گا تو نفلی فرض کیسے ہو جائے گا۔

رہی وہ حدیث جس میں ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”روزہ اس دن ہے جس میں تم سب لوگ روزہ رکھتے ہو اور عید الفطر اس دن ہے جس میں تم سب لوگ افطار کرتے ہو اور قربانی اس دن ہے جس دن تم سب لوگ قربانی کرتے ہو۔“ تو یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔ اور اگر صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ اس دن ہے جس دن لوگ شریعت کے مطابق روزہ رکھتے ہیں۔ اور حدیث میں مہینہ کے آنے جانے کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اس شخص کے حق میں اپنے شہر جس میں اس نے روزہ رکھا تھا اس کے تابع ہو کر مہینہ ختم ہو گیا ہے اور یہ اس آدمی کی طرح نہیں ہوا جس نے اکیلا عید کا چاند دیکھنے کی گواہی دی تو اس کی گواہی رد کر دی گئی۔ بلکہ اس نے اپنا واجب پورا کر دیا، اور واجب سے زیادہ کا اضافہ ایک

۱۔ ترمذی (۶۹۷) امام ترمذی نے اس کو حسن غریب اور علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور دارقطنی نے صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ حضرت عائشہ کا قول ہے۔ العلیل (۳۸۹۳)



ایسا کام ہے جس کو اللہ نے مشروع نہیں کیا ہے۔

اصل میں مذکورہ دونوں مسائل میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ پہلے شہر کا اعتبار کیا جائے یا دوسرے شہر کا۔ اور اسی بنیاد پر مذکورہ اختلاف ہے۔

چوتھی: جو شخص رمضان کے اخیر میں روزہ کی حالت میں ایک شہر سے سفر کیا اور اپنے شہر کو آیا۔ یہاں لوگوں نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے۔ تو اگر اس شخص کا روزہ ۲۹ دن سے کم ہے پھر بھی وہ لوگوں کے ساتھ عید کرے گا۔ روزہ نہیں رکھے گا اور اس کی جگہ ایک دن کا روزہ قضا کرے گا۔

پانچویں: جس نے کسی شہر میں ۲۹ دن روزہ رکھ کر عید کر لی پھر اپنے شہر کو گیا تو اس کو تین احوال سے سامنا ہو سکتا ہے۔

(الف) اگر دونوں شہروں نے ۲۹ دن روزہ رکھا ہے تو اس کے لئے بھی ۲۹ دن روزہ کافی ہے۔

(ب) جس شہر میں اس نے عید کی ہے ان لوگوں نے ۲۹ دن روزہ رکھے اور اس کے اپنے شہروں نے ۳۰ دن۔ تو خواہ اس نے اپنے شہروں کے ساتھ کچھ دن روزے رکھے یا نہ رکھے، جس شہر میں اس نے عید کی ہے اس کا اعتبار کرتے

ہوئے اس کیلئے ۲۹ دن روزہ رکھنا کافی ہے۔

(ج) دونوں شہروالوں نے ۳۰ دن روزے رکھے۔ مگر اس شخص نے صرف ۲۹ دن روزے رکھے۔ اور جس شہر کا سفر کیا ہے وہاں اس نے عید کی۔ وہ اس طرح کہ اس کے اپنے شہروالوں نے اس کے سفر والے شہر کے بعد روزہ رکھنا شروع کیا تو بعض موجودہ معاصر علماء کے نزدیک اس کے لئے ۲۹ دن روزہ رکھنا کافی ہے۔ اس لئے کہ مہینہ ۲۹ اور ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ چونکہ دونوں شہروں نے ۳۰ دن روزہ رکھا ہے اس لئے اس کو ایک دن کا روزہ قضا کرنا چاہئے۔

چٹھی: جس شخص کے شہروالوں نے روزہ شروع کر دیا اور وہ پہلے دن اس شہر کو گیا جہاں لوگوں نے ابھی روزہ شروع نہیں کیا ہے اور وہ وہاں ٹھہر گیا تو اس کیلئے دو حالتیں ہیں۔

(الف) اگر وہ سفر والے شہر میں ٹھہر گیا اور ان کے ساتھ عید کر لی۔ اور اس نے صرف ۲۹ دن روزے رکھے تو اس کے حق میں پہلے دن کا قضا روزہ رکھنا واجب ہے۔

(ب) اگر اس نے سفر والے شہر میں ٹھہر کر عید کر لی اور اس نے ۳۰ روزے رکھے پھر بھی اس کے حق میں پہلے دن کا قضا رہ جائیگا تو کیا وہ ایک دن کی قضا رکھے گا جبکہ اس کا روزہ ۳۱ دن کا ہو جائے گا یا اس سے ساقط ہو جائے گا کیونکہ مہینہ ۳۰ دن کا ہوتا ہے تو یہ قابل غور مسئلہ ہے۔ مگر بہتر قضا ہے۔

ساتویں: جو شخص اپنے شہر سے ۳۰ رمضان کو روزہ نہ رہنے کی صورت میں سفر کرے جبکہ شہر والے سب کے سب روزے سے ہوں۔ اور وہ ایسے شہر میں آجائے جہاں لوگ عید کی وجہ سے روزے سے نہ ہوں تو اس پر ایک دن کا قضا روزہ رکھنا لازم ہے۔ اس لئے کہ اس پر روزہ واجب تھا لیکن سفر کے اشغال کی وجہ سے اس نے نہیں رکھا تھا۔

۱۴۴۴) کیا رمضان کی ۳۰ تاریخ کو قضا روزہ رکھنا صحیح ہے؟  
مسافر اور مریض کے لئے رمضان میں رمضان کے علاوہ دوسرا روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ ایک متعین اور محدود واجب ہے۔ جس میں کوئی دوسری چیز نہیں آسکتی۔ یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے۔

## پنجم: قضا اور نقلی روزے

(۱۳۵) رمضان کا قضا روزہ رکھنے میں جلدی کرنی چاہئے اور بہتر ہے کہ بغیر عذرو حاجت اس میں تاخیر نہ کی جائے۔ اس لئے کہ انسان کو معلوم نہیں کہ کب اس کو کون سی دنیا کی مشکلات پیش آجائے۔

(۱۳۶) جمہور فقہاء کے نزدیک دوسرا رمضان آنے سے پہلے قضا روزہ رکھنا واجب ہے، اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے زیادہ تاخیر نہیں کرتی تھیں اور یہی سب سے بہتر ہے۔

(۱۳۷) قضا میں ضروری نہیں ہے کہ وہ لگاتار ہو، بلکہ علماء کے راجح قول کی روشنی میں متفرق طور پر رکھنا بھی جائز ہے۔ یہی مذہب حضرت انس، ابو ہریرہ اور ائمہ اربعہ کا بھی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”فعدة من ایام اخر“ ”دوسرے دنوں میں گنتی پورا کرے۔“

(۱۳۸) جس نے رمضان کے قضا روزے کو دوسرے رمضان تک مؤخر کیا اور دوسرا رمضان آگیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر اس نے کسی عذر کی وجہ سے مؤخر کیا ہے تو بالاتفاق اس پر بغیر فدیہ کے



قضا واجب ہے۔

دوسری: اگر بغیر عذر کے اس نے مؤخر کیا ہے تو جمہور فقہاء کے نزدیک ہر دن کا فدیہ کے ساتھ قضا واجب ہے۔ کیونکہ فدیہ کے ساتھ چھ صحابہ سے فتویٰ وارد ہے۔  
 (۱۳۹) تاخیر میں ایک رمضان سے زیادہ ہو جانے پر علماء کرام کے راجح قول کی روشنی میں کفارہ مکر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور یہ جمہور فقہاء کا خیال ہے۔

مسئلہ: فدیہ دینے کے احکام جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ان لوگوں کے لئے ہیں جو روزہ رکھنے سے معذور ہیں۔

(۱۵۰) جو شخص بغیر کسی عذر کے رمضان میں قصداً اور جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتا اور کھاتا پیتا رہتا ہے۔ اس کو توبہ کرنی چاہئے اور قضا کرنا پڑے گا۔ چاروں اماموں کے یہی رائے ہے۔ اس لئے کہ ذمہ داری کا ادا کرنا اس پر فرض ہے۔

(۱۵۱) رمضان کے روزے کے قضا والے دن عذر کی وجہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہے، بغیر عذر کے نہیں۔ اس لئے کہ قضا بھی ادا کی طرح ہے۔ اسی طرح ہر

۱۔ الاستذکار (۳/۳۶۶) السنن الکبریٰ للبیہقی (۸۲۱۱) مصنف عبدالرزاق (۷۲۰)

واجب روزہ کا معاملہ کفارہ کی طرح ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔  
 (۱۵۲) جس نے قضا روزہ والے دن روزہ توڑ دیا تو علماء کے راجح قول اور جمہور  
 فقہاء کے نزدیک اس کو اسی دن کا قضا کرنا پڑیگا دو دن کا نہیں۔ اس لئے کہ دو دن  
 کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

(۱۵۳) رمضان کا فوت شدہ روزہ قضا رکھنے سے پہلے نفلی روزہ رکھنا جائز ہے۔  
 اس لئے کہ اس کا وقت کشادہ ہے۔ یہی جمہور فقہاء کا خیال ہے۔  
 (۱۵۴) ذوالحجہ کے مہینہ میں ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳) کے دنوں میں روزہ رکھنے کی  
 دو صورتیں ہیں۔

پہلی: حج تمتع اور قرآن کرنے والے حجاج کے لئے جب ان کے پاس قربانی  
 کرنے کی استطاعت نہ ہو تو تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا مشروع ہے۔  
 دوسری: جو حج میں نہ ہو اس کے لئے جمہور فقہاء کے نزدیک تشریق کے دنوں  
 میں فرض اور نفل روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ حدیث میں اس کی ممانعت  
 ہے۔

۱۔ بخاری (۱۹۹۸) ابوداؤد (۲۴۱۸)

۱۵۵) ائمہ اربعہ کے نزدیک جمعہ اور ہفتہ کو رمضان کا قضا روزہ رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ اس میں تخصیص مقصود نہیں ہے۔ اور ہفتہ کو روزہ نہ رکھنے والی روایت ضعیف ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

۱۵۶) جس شخص کی وفات ہوگئی اور اس پر روزہ ہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

پہلی: اگر ایسے مرض کی وجہ سے اس کی وفات ہوئی ہے جس میں اس کی شفا یابی کی امید نہیں تھی اور اس نے فدیہ ادا نہیں کیا تھا۔ تو اس کے ورثاء اس کے ترکہ والے اموال میں سے فدیہ ادا کریں گے۔ اور اگر ترکہ نہیں ہے تو چندہ کر کے اس کا فدیہ ادا کریں گے۔

دوسری: اگر ایسے مرض کی وجہ سے وفات ہوئی ہے جس میں شفا یابی کی امید تھی مگر مرض بڑھتا گیا اور اس کی وفات ہوگئی اور وہ روزہ نہ رکھ سکا۔ تو اس صورت میں نہ تو اس پر کچھ ہے اور نہ اس کے ورثاء پر۔ اس کے معذور ہونے اور کوتاہی نہ کرنے کی وجہ سے۔ یہی خیال اور مذہب ائمہ اربعہ کا ہے۔

تیسری: اگر اس کا عذر ختم ہو گیا تھا۔ اور سستی کی وجہ سے اس نے قضا روزہ نہیں

رکھا یہاں تک اس کی وفات ہوگئی تو اس کے ورثاء اس کے ترکہ سے فدیہ ادا کریں گے اگر اس نے ترکہ چھوڑا ہے، اگر نہیں چھوڑا ہے تو چندہ کے ذریعہ فدیہ ادا کریں گے۔ اس لئے کہ میت کے ذمہ یہ واجب ہے۔ اور یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔

بعض علماء کے نزدیک اس کی جانب سے روزہ رکھنا بھی صحیح ہے۔

۱۵۷) کیا ورثاء کا ایک ہی دن اپنے میت کی جانب سے روزہ رکھنا صحیح ہے؟ اگر اس پر متعدد دن کے روزے باقی ہوں؟ اس کی دو حالتیں ہیں۔

پہلی: اگر روزہ ایسا ہو جس میں لگاتار اور مسلسل کی شرط نہ ہو جیسے رمضان کا قضا روزہ تو ایک وارث یا کئی ایک ایک ہی دن یا متعدد دنوں میں اپنے میت کی جانب سے روزہ رکھ سکتے ہیں۔

دوسری: اگر روزہ رکھنے میں لگاتار کی شرط ہو جیسے کفارہ قتل کا روزہ یا رمضان کے دنوں میں جماع کرنے کے کفارہ کا روزہ تو ضروری ہے کہ ایک ہی شخص یہ عمل کرے۔



یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک جماعت بھی روزہ رکھ سکتی ہے۔ دونوں جانب فقہاء کی جماعت ہے۔ اور مسئلہ میں احتمال ہے۔

(۱۵۸) روزہ کی حالت میں دوسرے روزہ کو اس میں داخل کرنا اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

(الف) واجبات کے درمیان ایک کو دوسرے میں داخل کرنا جیسے رمضان کے روزوں میں کفارہ کے روزوں کو داخل کرنا متفقہ طور پر درست نہیں ہے۔

(ب) نقلی اور فرض روزوں کے درمیان ایک دوسرے کو داخل کرنا اس کے دو احوال ہیں۔

اول: دونوں میں سے ایک دوسرے پر مرتب ہو۔ جیسے رمضان کے قضا روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزوں کو داخل کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ شوال کے چھ روزوں کا اجر رمضان کے روزوں کو پورا کرنے پر منحصر ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

دوم: دونوں روزے الگ الگ ہوں تو ان کے قریب ترین حالات دو ہیں۔  
(۱) ائمہ اربعہ کے نزدیک اگر فرض روزوں کے ساتھ مطلق سنت کا روزہ ہو جیسے

قضا رمضان اور کفارہ کے روزوں کے ساتھ پیر اور جمعرات اور ذی الحجہ کے دس دنوں کا روزہ تو یہ صحیح ہے۔ جیسے فرض نماز کے ساتھ تحیۃ المسجد کی نفل ہوتی ہے۔

(۲) فرض روزوں کے ساتھ متعین اور مخصوص سنت کا روزہ، جیسے قضا اور کفارہ روزوں کے ساتھ عرفہ اور عاشوراء کے دن کا روزہ تو اس بارے میں بہتر یہ ہے کہ دونوں کی ایک ساتھ نیت نہ کرے۔ کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے فرض نمازوں کے ساتھ سنت موکدہ اکٹھی نہیں ہوں گی۔ اسی طرح یہاں بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں اصل عدم تدخل ہے۔ اور یہ خیال ائمہ اربعہ کا ہے۔ البتہ بعض فقہاء کے نزدیک یہاں پر بھی تدخل صحیح ہے۔

(ج) سنت روزوں کے درمیان ایک دوسرے کو داخل کرنے کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی: مطلق نفل اور سنت روزہ ہو جیسے ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے، ہر ماہ کے تین دنوں کے روزے۔ اور پیر و جمعرات کے روزے تو ان کے درمیان ایک ہی نیت سے ایک کو دوسرے میں داخل کرنا درست ہے۔ جیسے تحیۃ الوضوء کو تحیۃ المسجد کے ساتھ شامل کرنا۔

دوسری: مخصوص اور متعین سنت کے روزے۔ جیسے شوال کے چھ روزے ایام بیض کے روزوں کے ساتھ (اگر بعض علماء کے قول کے مطابق ایام بیض کو متعین دن کے روزے مان لیں) تو ان کو ایک دوسرے میں شامل کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ دونوں میں سے ہر ایک مخصوص دنوں کی سنت روزہ ہے۔ اور یہ بھی قول ہے کہ صحیح ہے۔ مگر مسئلہ میں احتمال ہے۔

تیسری: مطلق اور متعین سنت کے روزوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنا۔ جیسے شوال کے چھ روزے، عرفہ اور عاشوراء کے روزوں کو پیرو جمعرات اور ایام بیض کے روزوں کے ساتھ شامل کرنا تو یہ مداخلت اور شمولیت صحیح ہے جیسے تحیۃ المسجد کو سنت موکدہ اور سنت ضحیٰ (چاشت) کے ساتھ شامل اور شریک کرنا۔

(۱۵۹) شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے۔ اور اس کی فضیلت مشہور و معروف ہے۔ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک ظاہر نص کی وجہ سے اگر کسی پر رمضان کا قضا روزہ واجب ہے تو قضا رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے۔

اور یہ بھی قول ہے کہ رمضان کا قضا رکھنے سے پہلے بھی شوال کے چھ روزے رکھنا

صحیح ہے۔ جمہور فقہاء اسی کے قائل ہیں۔ مگر اس مسئلہ میں رائج پہلا قول ہے۔ اس لئے کہ رمضان کے قضا روزوں سے پہلے شوال کے چھ روزے رکھنا حدیث میں موجود شرط کے خلاف ہے۔

علماء کے رائج قول کی روشنی میں ان چھ روزوں کو ماہ شوال کے علاوہ دوسرے مہینوں میں رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ شوال کے مہینے میں مسنون ہیں۔ اور جب وہ گزر گیا تو اس کا مقام بھی گزر گیا۔ ہاں جس نے عذر کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا تو اس کو اجر ملے گا۔

(۱۶۰) عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی: جو لوگ حج نہیں کر رہے ہیں ان کے لئے بالاتفاق مستحب ہے۔ اور اس کی فضیلت مشہور و معروف ہونے کی وجہ سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

دوسری: جمہور فقہاء کے نزدیک حجاج کرام عرفہ کے روزہ نہیں رکھیں گے تاکہ دعاء و ذکر و اذکار کے لئے اپنے آپ کو فارغ رکھیں۔

اس مسئلہ میں بہترین امر یہ ہے کہ اگر آدمی پر روزہ رکھنا دشوار ہو اور اس کو ذکر و اذکار میں کمزوری محسوس ہو تو روزہ نہ رکھنا اس کے حق میں بہتر ہے۔ اس لئے کہ



حج کی فرضیت، عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے بہت بڑی ہے۔ اور فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک اگر روزہ سے اس کو کمزوری نہ ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے۔ اس بارے میں حضرت عائشہؓ، اسامہ بن زید، زبیر، اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم اور حسن بصری، قتادہ اور عطاء سے بھی مروی ہے۔ اور اس دن روزہ کی ممانعت والی جو حدیث ہے وہ صحیح نہیں ہے۔<sup>۱</sup> اور اگر صحیح ہو تو کہا جائے گا کہ اس میں ممانعت کراہت کے لئے ہے۔ یا اس شخص کیلئے ہے جس پر روزہ دشوار ہو۔ اور اس لئے بھی کہ نبی ﷺ سے حجاج کیلئے روزہ نہ رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ جیسا کہ جابر بن عبد اللہ والی روایت میں ہے کہ:

”نبی ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے میں مکہ کیلئے نکلے اور آپ روزے سے تھے اور لوگ بھی روزے سے تھے۔ جب کراع الغمیم پہنچے تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اس کو اٹھایا تا کہ لوگ دیکھ لیں۔ پھر آپ نے پانی پیا۔ اس کے بعد آپ سے کہا گیا کہ بعض لوگ روزے سے ہیں تو آپ نے فرمایا:

”وہ لوگ گنہ گار ہیں۔ وہ لوگ گنہ گار ہیں“ (مسلم ۱۱۱۴)

۱۔ مؤطا امام مالک (۱۳۹۰) مصنف ابن ابی شیبہ (۹۲۱۹-۱۳۳۹۵) فتح الباری (۳/۳۲۸)  
 ۲۔ ابوداؤد (۲۴۳۰) البدر المنیر (۵/۷۴۹) اس روایت کو عقیلی، ابن حزم اور نووی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ”لوگوں پر روزہ دشوار ہو گیا۔“  
 اس لئے اہل علم نے اس حدیث کو اس آدمی کیلئے محمول کیا ہے۔ جس کو سفر میں  
 روزہ کی وجہ سے کمزوری محسوس ہو۔ یا نبی ﷺ نے دشمن پر قوت و طاقت کی  
 مصلحت کی وجہ سے ان کو روزہ کھولنے کا حکم دیا۔ اور چونکہ یہ بڑی عظیم مصلحت تھی  
 اس لئے صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے تاکید اور اصرار کے بعد اس کو انجام دیا۔  
 (۱۶۱) جمہور فقہاء کے نزدیک عاشورا کا روزہ رکھنا اگرچہ ہفتہ کا دن ہو، مستحب  
 ہے۔ یعنی ۱۰ محرم کو اور اس کے ساتھ ۹ محرم کو بھی ملا لینا مستحب ہے۔ اس کی  
 فضیلت بھی معروف ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رمضان کے بعد سب سے  
 افضل روزہ عاشورا کا ہے۔

اسی طرح شعبان کے مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ نبی  
 کریم ﷺ کا عمل تھا ۲۔

البتہ ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھنے والی روایت صحیح نہیں ہے ۳۔  
 (۱۶۲) امت سے یا کسی ملک اور شہر سے یا کسی مسلمان سے مصیبت دور کرنے

۱۔ مسلم (۲۰۲) ۲۔ بخاری (۱۹۶۹) مسلم (۱۱۵۶) ۳۔ امام مالک نے اس روایت کے بارے میں  
 فرمایا ”کذب“ ہے امام نسائی، امام زہری، ابن العربی اور ابن الملقن وغیرہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

کے لئے اجتماعی طور پر روزہ رکھنا غیر شرعی کام ہے۔ کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور صحابہ یا ان کے بعد اسلاف سے اس بارے میں کچھ وارد نہیں ہے۔ اور عبادات میں اصل چیز توقیف ہے (یعنی جتنا اور جیسا حکم کتاب و سنت سے ثابت ہے بس وہی)

## ششم: زکوٰۃ الفطر کے مسائل

(۱۶۳) شہر کے لوگوں کی عام غذا میں سے ایک صاع زکوٰۃ الفطر عید کی نماز سے ایک دن یا دو دن پہلے نکالی جائے گی۔ کیونکہ صحابہ کا عمل اسی پر رہا ہے۔ اور یہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے۔

(۱۶۴) جمہور فقہاء کے نزدیک جس نے زکوٰۃ الفطر نکالنے میں تاخیر کی اور کسی عذر کی وجہ سے نماز عید کے بعد نکالا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر بغیر عذر کے نماز کے بعد نکالا تو وہ گنہ گار ہوگا اور اسے توبہ کرنی چاہئے۔

(۱۶۵) جس پر زکوٰۃ الفطر واجب ہے۔ اور وہ مسافر ہے تو فقہاء کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک وہ اسی شہر میں جہاں موجود ہے زکوٰۃ الفطر نکالیگا۔ اس لئے کہ انسان جہاں رہے زکوٰۃ الفطر اس کے تابع ہے۔ اور اگر کسی کو اپنے شہر میں نکالنے کا مکلف کر دے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور فقہاء کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے۔

(۱۶۶) جب کوئی شخص کسی ملک یا شہر کو سفر کرے تو اپنے گھر والوں کی طرف سے

۱۔ بخاری (۱۵۱۱)



زکوٰۃ الفطر اسی شہر یا ملک میں نکال دے اگرچہ اس کے گھر والے اس کے ساتھ نہ ہوں۔ اس لئے کہ وہ سب اس کے تابع ہیں۔ جمہور فقہاء کی یہی رائے ہے۔ اور اگر اس کے گھر والے خود اپنے طور پر اپنے شہر یا ملک میں نکال دیں تو یہ بھی جائز ہے۔ فقہاء کی ایک جماعت کا مذہب بھی یہی ہے۔



## آخری بات

اے اللہ ہم کو اچھے روزے اور قیام کی توفیق دے۔ اس ماہ کے فضائل اور برکات سے محروم نہ کر۔ ہمارے سینوں میں سلامتی اور سکون عطا فرما، ہمارے روزے کی حفاظت فرما، ہمارے اعضاء کو سلامتی دے۔ ہمیں، ہماری اولاد و ازواج کو ہدایت عطا کر اور مرتے دم تک ہمیں ایمان پر ثابت قدمی دے، شر اور فتنوں سے محفوظ رکھ۔ اور ہر جگہ مسلمانوں کو قوت اور عزت عنایت کر۔ آمین۔

## خاتمہ

تمام احباب کے لئے میں نے فرض روزوں کے بارے میں یہ توشہ پیش کیا ہے۔ اے اللہ ہم سب کو خوبصورت جنت اور اپنی رضامندی سے ہم پر احسان فرما۔

تم سب اپنے نبی رحمت پر درود و سلام بھیجو۔ اللہ کے پاس اس کا دس گنا اجر لکھا جائیگا۔

اے مخلوق میں سب سے بہتر، جب تک دنیا میں اذان کی آواز گونجتی ہے اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت و سلامتی نازل فرماتا رہے۔

یہ اس کا خاتمہ ہے جو میں نے نشر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ کا شکرو احسان ہے جس نے اسے پورا کیا۔ تمام نعمتوں پر میں اس کی تعریف کرتا ہوں ایسی عظیم تعریف جو وقت کے ساتھ ہمیشہ بڑھتی رہے۔

## ضمیمہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده.

ان دنوں سفر کے مسائل میں سے ایک مسئلہ میں بڑا علمی بحث مباحثہ چل رہا ہے۔ یہ مسئلہ اکثر سفر میں پیش آتا ہے۔ اور لوگوں کو دشواری ہوتی ہے۔ اس لئے مسئلہ کی وضاحت اور اس علمی بحث میں مشارکت کے لئے میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ اگرچہ مسئلہ مذکورہ میری کتاب ”المختصر فی احکام السفر“ میں جسے ”دارالاحصاء“ ناشر نے شائع کیا ہے۔ موجود ہے پھر بھی آپ کی اطلاع کے لئے یہ حاضر خدمت ہے۔

مسئلہ درج ذیل ہے۔

”جب کوئی آدمی اپنے شہر کی جانب سفر کر رہا ہو اور شہر میں داخل ہو کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہو۔ یا نماز کے وقت میں ہی وہ شہر میں داخل ہو۔ یا دوسری نماز کا وقت ہونے سے قبل شہر میں آجائے تو کیا وہ دو نمازوں کو اکٹھی پڑھ سکتا ہے؟ یا نہیں؟ جیسے وہ مسافر جس نے ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیم کر کے پڑھ لی پھر عصر کا وقت ہونے سے پہلے شہر میں داخل ہو گیا۔“ تو یہ مسئلہ علماء کرام



کے درمیان اختلافی نوعیت کا ہے۔ اور اس بارے میں درج ذیل اقوال ہیں۔  
 پہلا قول: شہر میں داخل ہونے سے قبل اور دوسرے نماز کا وقت ہونے  
 سے پہلے اس کے لئے جمع بین الصلا تین (دو نمازوں کو اکٹھی پڑھنا) کرنا جائز  
 ہے۔ مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ کا یہی مذہب ہے۔ اور شیخ ابن باز و شیخ ابن عثیمین نے  
 یہی فتویٰ دیا ہے۔

دوسرا قول: جمع کرنا درست نہیں، یہ شافعیہ کی ایک رائے ہے، اور حنابلہ کا  
 بھی ایک قول ہے۔

راجح قول: اس بارے میں راجح قول پہلا ہے۔ مسافر خواہ اپنے شہر میں  
 وقت سے پہلے یا بعد میں داخل ہو، اس سے فرق نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس نے  
 شہر میں داخل ہونے سے پہلے جمع کیا ہے۔ جس کو شریعت نے سفر کی وجہ سے  
 مشروع قرار دیا ہے۔

اور اس میں شہر میں داخل ہونے سے پہلے دوسری نماز کے وقت ہونے کی  
 کوئی شرط نہیں ہے۔ اور اس مسئلہ میں دوسری نماز کا وقت ہونے کے بعد بھی عذر  
 باقی رہتا ہے۔ اس بارے میں آپ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یا ان کے

انفعال سے کوئی واضح اور صریح دلیل بھی نہیں ہے۔ تو اگر آپ ﷺ اور صحابہ کرام اپنے اسفار میں جمع کرتے تھے۔ اور ان سے یہ بھی ثابت نہیں ہے کہ سفر میں جمع کرنے کے بعد جب وہ دوسری نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے شہر میں داخل ہوتے تھے تو اکٹھی پڑھی ہوئی نماز میں سے دوسری کا اعادہ کرتے تھے جبکہ مسافروں کو خصوصی طور پر اس طرح کا مسئلہ پیش آتا رہتا ہے۔

اور یہ بھی وارد نہیں ہے کہ جس مسافر کو غالب گمان کے مطابق یا یقینی طور پر یہ علم ہو کہ وہ دوسری نماز کے وقت شہر میں داخل ہو جائے گا تو وہ اکٹھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کے لئے نماز کو جمع کرنا جائز ہے لیکن اگر وہ دوسری نماز کے وقت شہر میں داخل ہو جائے تو اسے اکٹھی پڑھی گئی نمازوں میں سے دوسری نماز پھر سے پڑھنی پڑے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے اکٹھی نماز شرعی دلیل کی روشنی میں پڑھی ہے۔ اور شرعی دلیل کے بغیر ہم اس کی نماز کو باطل قرار نہیں دے سکتے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر لوگ بارش کی وجہ سے مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لیں اور پہلی نماز کے وقت میں ہی بارش رک

جائے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ چونکہ دوسری نماز کا وقت ہونے سے پہلے بارش رک گئی ہے اس لئے ان کو دوسری نماز کو پھر سے پڑھنا پڑے گا۔  
اسی طرح شریعت نے مشقت دور کرنے کے لئے اکٹھی نماز کی سہولت دی ہے۔ اور نماز دہرانے میں مشقت اور دشواری ہے۔

مسئلہ: جب آدمی اکٹھی نماز پڑھ لے تو کیا وہ نماز کا اعادہ کرے گا۔ یہ مسئلہ بھی پہلے مسئلہ پر مبنی ہے۔ اس بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اعادہ کرے گا۔ شافیہ کی ایک رائے اور حنابلہ کا ایک قول ہے۔ مگر راجح مسئلہ یہ ہے کہ وہ اعادہ نہیں کرے گا جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو علم و عمل کی توفیق عطا کرے۔

فہد العماری، مکہ مکرمہ

ھ ۱۴۲۹/۸/۱۳

۱۔ تفصیل کے لئے دیکھیں: مواہب الجلیل (۵۱۳/۷) المجموع (۳۷۷/۳) المغنی (۱۴۰/۳) الانصاف (۳۲۲/۷) فتاویٰ ابن تیمیہ (۴۲۲/۱۵) فتاویٰ اللجنة (۱۵۲-۱۳۷/۸)  
۲۔ المختصر فی احکام السفر، للمؤلف

## مؤلف کی دیگر کتابیں

- فتح آفاق للعمل الجاد
- حنین الأفتدة
- رحلة النجاح بين الزوجين
- سباق الدعاة الي مواكب الحجيج
- معاناة شاب
- المختصر في أحكام السفر
- زاد المسافر
- التحفة في أحكام العمرة والمسجد الحرام
- زاد المعتمر
- بغية المشتاق في أحكام جلسة الاشراق
- زاد جلسة الاشراق
- الابتعاث آمال وآلام وأحكام
- خالص الجمان في اغتنام رمضان
- في العيد ملل فما الخلل؟
- همسات لزائرة البيت الحرام
- حكم حضور أعياد الكفار بحجة المصلحة والدعوة الي الله
- سلوة الفؤاد في آداب و أحكام الحداد
- الاجابة الواضحة في حكم تكرار الفاتحة
- امتناع النظر بأحكام الجمع في المطر
- جزء في بعض أحكام نزلاء الفنادق
- الوجازة في أحكام صلاة الجنازة
- التواضع العلمي



# فہرست کتاب

مقدمہ

اول: روزہ کی شروط، واجبات اور غیر روزہ دار کے احکام سے متعلق مسائل

دوم: بحری اور افطار سے متعلق مسائل

سوم: روزہ توڑنے والے مستقل اور عارضی امور

چہارم: سفر کی حالت میں روزہ

پنجم: قضا اور نفلی روزے

ششم: زکوٰۃ الفطر کے مسائل

آخری بات

خاتمہ

ضمیمہ

مؤلف کی دیگر کتابیں









الإسلام في العجوة والشؤون الدينية الحرام والمنهج النبوي  
إدارة العلاقات العامة بالمسجد الحرام



# زَادَ الصَّالِمُ



فَهْدَىٰ بِحَيِّ الْعَبَّاسِيِّ  
القاضي بمحكمة الاستئناف بمكة المكرمة